سرکاری رپورٹ

آٹھواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ یکشنبہ مورخہ ۱۹ ، فروری ۱۹۸۹ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲	رخصت کی درخواستیں	۲
۳	بجٹ برائے سال ۱۹۸۸ء-۸۹ پر عام بحث۔	۳

جلد سوئم

شمارہ چہارم

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کا

اجلاس مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۸۹ بمطابق ۱۲ رجب المرجب ۱۴۰۹ ہجری بروز یکشنبہ (اتوار) بوقت گیارہ بجکر بیس منٹ صبح، زیر صدارت میر محمد اکرم بلوچ، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ ط فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمْ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ ط فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ ہ (صدق اللّٰہ العظیم ط)

(سورۃ آل عمران پ ع ۸)

(ترجمہ) اے پیغمبر۔ خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ اُن کے ساتھ نرم رہے۔ اور اگر آپ تندخو سخت طبیعت ہوتے۔ تو یہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے (اُن کی سخت کوتاہی کے باوجود) سو آپ اُن کو معاف کر دیجئے، اور اُن سے خاص خاص باتوں میں، مشورہ بھی لیتے رہا کیجئے۔ پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں تو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ط

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر:۔ اب سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پیش کریں گے۔

مسٹر اختر حسین خان سیکرٹری اسمبلی:۔ جناب صابر علی بلوچ نے درخواست دی ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی وجہ سے ۱۸ اور ۱۹ فروری کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے لہذا ان کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:۔ جناب مولوی جان محمد نے درخواست دی ہے کہ وہ علاج کی غرض سے کراچی جا رہے ہیں لہذا ۱۶ فروری سے ۱۹ فروری ۱۹۸۹ء تک ان کی رخصت منظور کی جائے

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:۔ میر ظفر اللہ خان جمالی نے درخواست دی ہے کہ وہ ذاتی

مصروفیت کی بناء پر ۱۹ فروری ۱۹۸۹ ارتا اختتام اجلاس شرکت نہیں کر سکتے لہذا انکی درخواست منظور کی جائے ۔

جناب اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

بجٹ پر عام بحث

جناب اسپیکر:۔ بجٹ ۸۹ - ۱۹۸۸ ار پر عام بحث کا تیسرا دن ہے ۔ میں ان ممبران کا نام بالترتیب لونگا جو اس بحث میں حصہ لے رہے ہیں ۔ سب سے پہلے جناب سید محمد نوتیزئی صاحب

حاجی عید محمد نوتیزئی:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب اسپیکر اس بجٹ کے دو حصہ کی رقم خرچ ہو چکی ہے ایک حصہ باقی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس باقی ماندہ رقم کو انہیں اسکیموں پر خرچ کیا جائے جو عوامی مفاد میں ہوں اور ترجیحی بنیاد پر عوامی ضروریات پوری کر سکیں ۔ جناب اسپیکر ! ۸۹ - ۹۸۸ ء کا یہ صوبائی بجٹ جو اس ایوان میں پیش ہوا ہے ۔ وہ غیر جمہوری بجٹ ہے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے باقی ماندہ حصوں پر صحیح معنوں میں خرچ کیا جائے تو یقیناً عوام کی بنیادی سہولتیں پوری ہو سکتی ہیں اور کسی نہ کسی حد تک پوری ہو سکتی ہیں ۔ اس لئے میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۔ اپنے علاقے ضلع چاغی کے مسائل اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ تاکہ ان پر نظر ثانی کر کے انکو قابل عمل بنایا جا سکے ۔

جناب اسپیکر ، نیشنل گرڈ سے چاغی کو تین سال پہلے ملایا جاچکا ہے۔ مگر اب تک ٹیوب ویلوں کو اس سے کنکشن نہیں دیئے گئے ہیں اس لئے میری تجویز ہے کہ اس مالی سال میں دالبندین اور اگر ممکن ہو تو اس صورت میں صدف تک بجلی پہنچائی جائے اور ٹیوب ویلوں کو کنکشن دیئے جائیں۔ زیر زمین پانی بروئے کار لانے کے لئے چاغی میں بورنگ کا انتظام کیا جائے ۔ جناب اسپیکر ! ضلع چاغی میں ماربل اور دیگر صنعتیں قائم کرنے کے لئے بجلی کے کنکشن جلد فراہم کرنے کے انتظامات کیئے جائیں ۔ تاکہ علاقہ میں بے روزگاری کے خاتمے میں مدد ملے اور چھوٹی صنعتوں کے قیام کے بعد عوام کی معاشی حالت بہتر ہو سکے ۔

جناب اسپیکر ! تعلیم کے لحاظ سے ضلع چاغی پسماندہ ہے اسلئے ضلع میں ہر سال دو مڈل اور دو ہائی اسکول کی تعداد بڑھائی جائے ۔ اور پرائمری اسکولوں کو چار چار کر دیا جائے ۔ اور پرائمری اسکول میں اضافے کے ساتھ انکے اساتذہ کی تعداد میں بھی اضافہ کیا جائے ۔ اور اسکولوں کی عمارتیں تعمیر کی جائیں چونکہ بعض علاقے ایسے بھی ہیں وہاں طلباء اور اساتذہ موجود ہیں مگر اسکول کی عمارت موجود نہیں ۔

جناب اسپیکر ! دیہاتوں کی سڑکوں کو آمد و رفت کے قابل بنانے کیلئے انکو پختہ کرنے کے لئے فنڈز فراہم کیئے جائیں تاکہ اس علاقے کے عوام کو بڑی سڑک تک پہنچنے میں آسانی ہو سکے اور ساتھ اس کی مرمت کے لئے معقول بندوبست کیا جائے کیونکہ بھاری ٹریفک کے باعث روزانہ سڑکیں ٹوٹ رہی ہیں اور انکی مرمت پر مناسب توجہ نہیں دی جا رہی ہے ۔ جناب اسپیکر ! ضلع چاغی کے طلباء اور طالبات کے لئے میڈیکل اور انجینیرنگ کالجوں میں نشستوں کی تعداد میں مزید دو دو نشستوں کا اضافہ کیا جائے ۔ لہٰذا ان کی تعداد میں اضافہ کر کے چار چار کر دیا جائے ۔

جناب اسپیکر صاحب علاقہ کہ عوام کی صحت کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے

مزید چار بنیادی صحت مراکز قائم کیے جائیں۔ تاکہ عوام کو انکے گھروں کے نزدیک علاج معالجہ کی سہولت ہر وقت میسر ہو گی۔ جناب اسپیکر ضلع چاغی میں اس سائنسی دور میں ایسے علاقے بھی موجود ہیں جہاں کے عوام دس پندرہ میل دور جاکر پینے کا پانی لاتے ہیں۔ اس لئے ترجیحی بنیاد پر اسکیمیں تیار کی جائیں اور اسباب کا انتظام کیا جائے کہ بلوچستان کے ہر حصہ کے عوام کو بنیادی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ جناب اسپیکر! دو تین سال سے ہماری کچھ جاری اسکیمیں ہیں ان پر آدھا کام ہو چکا ہے۔ اور آدھا ابھی باقی ہے۔ اگر اس پر کام نہیں کیا گیا تو جتنے پیسے ان اسکیموں پر خرچ کئے گئے ہیں سب ضائع ہو جائینگے لہٰذا ایوان سے میری استدعا ہے کہ وہ ان جاری اسکیموں کو پورا کیا جائے۔ شکریہ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب اسپیکر:- اب میں جناب صادق عمرانی صاحب کو بولنے کی دعوت دیتا ہوں۔

مسٹر محمد صادق عمرانی:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر بجٹ کے مختلف پہلوؤں پر اب تک کہا جا چکا ہے اب تک جو تقاریر ہوئی ہیں انکو یکجا کیا جائے اور دیکھا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے جو بجٹ اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے وہ کسی طور پر بھی لائق تحسین بجٹ نہیں قرار دیا جا سکتا۔

جناب اسپیکر! میں نے اپنی ۱۶ فروری کی تقریر میں کہا تھا کہ ضمنی بجٹ برائے سال ۸۷-۱۹۸۸ اور سالانہ بجٹ برائے سال ۱۹۸۸-۸۹ کا ذکر کرتے ہوئے ایک صاحب نے کہا کہ میں نے ضمنی بجٹ کے بجائے ۱۹۸۸-۸۹ کے بجٹ پر کہہ دیا بہر حال یہ انکا تبصرہ تھا۔ جناب والا! اگر وہ میری تقریر یا گذارشات غور سے

سنتے اور سمجھتے تو شاید دیگر ممبران صاحب کیطرح انکی سمجھ میں بھی یہ بات آجاتی کہ میں نے جن معاملات کی نشاندہی کی تھی انکا تعلق رواں مالی سال بجٹ اور ضمنی بجٹ یعنی دونوں سے تھا۔ اگر انکے پاس کہنے کو کچھ نہیں ہے تو یہ نہیں سمجھنا چاہئیے کہ دوسرے بھی ان جیسے ہیں جناب اسپیکر! بجٹ پر فاتحہ خوانی کا مشورہ دیا گیا اسکو مردہ لاش بھی کہا گیا جس کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا جا سکتا۔ جناب سپیکر! بہر حال ہمیں یہ تو دیکھنا ہے کہ اس بجٹ کو مردہ لاش بنانے میں کون سے حضرات ہیں جب بجٹ بنا تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت یہاں کس کی حکومت تھی ہم تو جناب والا اسوقت جیل میں تھے انھوں نے حکومت کے فنڈز کس طرح غبن کئے اس بارے میں تفصیلات زیادہ تو نہیں کہونگا صرف اتنا عرض کروں گا کہ

"اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ"

جناب اسپیکر! بی ڈی اے اور کیو ڈی اے کے لئے بجٹ میں کافی رقم رکھی گئی ہے مارشل لاء دور میں بی ڈی اے نے لوٹ مار مچائی تھی اس کا ذکر ریکارڈ پر موجود ہے۔ بی ڈی اے کے تحت اینٹیں بنانے کا پلانٹ جس میں بی ڈی اے نے لاکھوں روپے کا خسارہ دیا انہوں نے ہی جپسم اور شیشہ بنانے کے کارخانوں کو بھی ناکام بنایا ہے اور کروڑوں روپے غبن کئے ہوئے ہیں۔ دوسرے جانب کیو ڈی اے کی حالت یہ ہے کہ افسروں نے بھاری رقم لے کر لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے ہیں بلکہ انہیں بعض افسروں کو بھی پلاٹ دیئے ہوئے ہیں اب تو کیو ڈی اے کی حالت یہ ہے کہ اسے میونسپل کارپوریشن کے حوالے کیا گیا ہے لیکن اس بجٹ میں اس کے لئے رقم رکھی گئی ہے میں ایوان کی وساطت سے قائد ایوان سے یہ گذارش کرونگا کہ کیو ڈی اے اپنی منصوبہ بندی میں بالکل ناکام رہا ہے لہٰذا اسکو مزید فنڈز دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ میری تجویز ہے کہ اس محکمہ کو بالکل ختم کردیا جائے۔ میرے ذہن میں ایک طریقہ

ہے کہ اس ادارہ کے جو ملازمین ہیں انکو کسی اور محکمہ میں کھپایا جائے کیونکہ اب کیوڈی اے کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب والا! ابھی جب میں اسمبلی سیشن میں شرکت کے لئے آرہا تھا صبح میرے پاس ایک آدمی بھاگتا بھاگتا پہنچا اور کہا کہ سنا ہے آج آپ اسمبلی میں بجٹ پر اسپیچ کریں گے۔ اس نے ایک مسئلہ میرے نوٹس میں لایا اس میں یہ تھا کہ کیوڈی اے نے سنگی روڈ پر ایک رہائشی اسکیم تیار کی ہے لیکن اس ہاؤسنگ اسکیم کی منصوبہ بندی انتہائی ناقص ہے اس کی حالت یہ ہے کہ وہاں ابھی تک پانی نہیں ہے گیس نہیں ہے یہ تو حالت ہے کیوڈی اے کی۔ لہذا میری گذارش ہے کہ اس کو ہمیشہ کے لئے ختم کریں۔

جناب اسپیکر شجرکاری کی مہم ہر سال کی طرح اس سال بھی شروع کی گئی ہے افسر شاہی نے جنگلات کی مد میں بھی بھاری رقم رکھی ہے۔ جناب والا! شجرکاری کی مہم کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں گذشتہ چالیس سال کیطرح محکمہ جنگلات اس سال بھی شجرکاری کی مہم چلا آرہا ہے اگر اسکا اندازہ لگایا جائے تو اسوقت تک سارا بلوچستان سرسبز و شاداب نظر آتا لیکن کوئی کارکردگی نظر نہیں آتی۔ جناب اسپیکر! اس پر پلاننگ اور سوچنے کی ضرورت ہے کہ یہ محکمہ کیوں اور کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اس کی کارکردگی کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر سنا ہے یہاں ایک محکمہ سیاحت بھی ہے اور اس محکمہ کیلئے بھی بجٹ میں رقم رکھی گئی ہے لیکن ہم نے اس محکمہ کی کارکردگی تو آج تک نہیں دیکھی۔ ہم لوگوں کے سامنے یا بلوچستان کے عوام کے سامنے تو کچھ نہیں آیا کم از کم اتنا دیکھا جائے کہ آیا یہ محکمہ اصل میں ہے بھی یا صرف کاغذوں تک محدود ہے آیا اس کی کارکردگی بہتر بھی ہے یا نہیں۔ جناب والا یہاں شپ بریکنگ کی صنعت کے بارے میں بھی بات ہوئی معزز رکن نے تو جو کچھ کہا ہے میں سمجھتا ہوں کچھ عرصہ پہلے وہ بھی انکے ایک ساتھی تھے میں متعلقہ معزز

رکن سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شپ بریکنگ میں کون کون اور کتنے لوگ حصہ دار ہیں پلاٹ جو الاٹ کئے گئے وہ کن کو الاٹ ہوئے ہیں؟ ٹھیک ہے ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں گڈانی میں جو زمینیں الاٹ ہوئی ہیں وہ کراچی کے سرمایہ دار ہیں وہاں انکی اجارہ داری ہے۔ اس سے بلوچستان کے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں شپ بریکنگ انڈسٹری کو بہتر بنانے کے لئے میری تجویز ہے کہ اس میں منصوبہ بندی کی ضرورت ہے اسپر ٹیکس عائد کیا جائے جس سے عوام کو فائدہ ہو میں سمجھتا ہوں اسپر ٹیکس لگانا ضروری ہے تاکہ بلوچستان کا فائدہ ہو۔

جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے گزارش کرونگا اپنے معزز قائد ایوان سے کہ وہ بلوچستان میں کم از کم دو نئی بندرگاہیں کراچی کی سطح پر بنائی جائیں اس کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں وہ مہربانی فرماکر وفاقی حکومت سے بات کریں۔ اسلئے کہ بلوچستان کی جو بندرگاہیں ہیں ان کو وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ لہذا اس طرف توجہ دیجائے۔ جیسا میں نے کہا کراچی کی سطح پر لانے کی کوشش کیجائے تاکہ اس سے ہمارے صوبہ کی آمدنی میں اضافہ ہو سکے۔

جناب والا! ساحل مکران پر ہمارے ماہی گیروں کی حالت بہتر بنانے کی ضرورت ہے اس لئے کہ ابھی بیرون ممالک مچھلی بھیجنے پر کراچی کے سرمایہ داروں کی اجارہ داری ہے۔ لہذا حکومت اس سلسلے میں مقامی لوگوں کی مدد کرے اس طرح وہاں پر لوگوں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ لہذا صحیح منصوبہ بندی کیجائے اس کے ساتھ مکران میں کھجور کو منڈیوں تک پہنچانے کے لئے منصوبہ بندی کی جائے۔ وہاں کھجور بہت پیدا ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہاں کھجور کے لئے کوئی منصوبہ بندی ہو وہاں کے کھجور کو منڈیوں تک پہنچایا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کو فائدہ ہو۔ اس کے بعد میں سڑکوں کے متعلق کچھ عرض کرونگا

ژوب سے صوبہ سرحد کے ساتھ بلوچستان کو ملانے کیلئے سڑک کا چھوٹا سا ٹکڑا ہے کافی عرصہ سے سننے میں آرہا ہے کہ اس سال مکمل ہوگا لیکن آج تک یہ ٹکڑا مکمل نہیں ہوا اس پر توجہ دینے کی ضرورت تاکہ وہاں کے لوگوں کو آمدورفت میں سہولت ہو۔ ایک اور روڈ لورالائی سے ڈیرہ غازیخان کو جاتی ہے جو کہ بلوچستان اور پنجاب کے لئے متبادل راستے کا کام بھی دے سکتی ہے اس سڑک کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے اس پر بھی توجہ دینے کیضرورت ہے یہ بہت خستہ حالت میں ہے اس پر بھی فوری توجہ دیجائے۔

جناب والا! میں اپنے علاقے کے مسائل کا ایک دفعہ پھر ذکر کرونگا اگرچہ ایک دفعہ پہلے بھی اس کا ذکر کرچکا ہوں کہ ضلع تمبو بلوچستان میں غریب علاقہ ہے اس پورے ضلع میں ایک انچ بھی پختہ سڑک نہیں ہے۔ ڈیڑھ دو ماہ پیشتر میں خود سیکریٹری مواصلات کے پاس گیا تھا اور اس وقت کے مواصلات کے وزیر نے بھی آرڈر کئے تھے کہ بجٹ سال ۸۹-۱۹۸۸ء میں وہاں پر سڑکیں تعمیر کی جائیں مگر ان کے لئے اس بجٹ میں کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ان کے لئے کوئی منصوبہ بندی کیگئی ہے نہ احکامات جاری کئے گئے ہیں۔ اور نہ اس کیلئے سروے کیا گیا ہے یہ اس محکمے کا حال ہے۔ اور میں تجویز پیش کرونگا کہ ضلع تمبو کے لئے سڑکوں کا ایک ماسٹر پلان بنایا جائے۔ ایک سڑک ٹمپل ڈیرہ سے مانجھی شوری تک ہو ایک سڑک ٹمپل ڈیرہ سے جھٹ پٹ پھلیجی تک ہو ایک سڑک منگولی سے ٹمپل شاخ تک ہو ایک سڑک منگولی سے قادرآباد تک بنائی جائے وہاں کے کسانوں کو اور اس علاقے کے لوگوں کو سڑکیں ہونے سے بہت فائدہ ہوگا۔ اس کے علاوہ بلوچستان میں نصیرآباد ڈویژن ایک زرعی علاقہ ہے اور سب سے زیادہ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس حکومت سے پہلے بلوچستان کے وزیراعلیٰ کا تعلق بھی اس ضلع نصیرآباد سے تھا

مگر یہاں کے علاقے کیطرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے زراعت اور نہروں کے سلسلے میں سب سے پہلے میں پٹ فیڈر نہر کا ذکر کروں گا پٹ فیڈر نہر جب سے بنی ہے اس میں سیلٹ (آراک) پڑتا جارہا ہے اور اس کی صفائی کے لئے ہر سال بجٹ رکھا جاتا ہے لیکن وہ پیسے بالکل خرد برد ہو جاتے ہیں ٹھیکیدار اور محکمے والے ملی بھگت سے کھا جاتے ہیں اور پٹ فیڈر کی وہاں پر صفائی بالکل نہیں ہوتی ہے اس طرح پٹ فیڈر اور کیرتھر نہروں کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ پٹ فیڈر میں تین چار نہریں ہیں بند شاخ ہے مگسی شاخ ہے روپیہ ہے ٹمپل شاخ ہے ان نہروں کی حالت بہت خراب ہے ایسا لگتا ہے کہ ان شاخوں کے اندر محکمہ جنگلات نے کوئی جنگل لگا دیا ہے اس کی کوئی صفائی نہیں ہوئی ہے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے وہاں کی نہریں ہیں ضلعی شاخیں ہیں اور لوگوں کے لئے ٹیل تک پانی پہنچانے کے خصوصی انتظام کئے جائیں۔

جناب والا! جب پٹ فیڈر نہر بنائی گئی تھی۔ تو وہاں پر شالی کی کاشت کرنے پر پابندی لگائی گئی تھی تاکہ ٹیل میں پانی پہنچے بعد میں جب مارشل لا کا دور آیا تو وہاں بھی شالی کاشت کرنا شروع کر دی ہم تجویز پیش کرتے ہیں کہ وہ لوگ ٹیل میں رہتے ہیں وہاں کے چھوٹے زمین دار ہیں وہاں کے کسان ہیں وہاں تک پانی پہنچانے کے لئے آجتک کوئی انتظام نہیں ہوا ہے وہاں حالت گرمیوں میں یہ ہوتی ہے کہ وہاں ٹیل میں لوگ کنوئیں کو دکر پانی پیتے ہیں آپ اندازہ لگائیں وہاں کے لوگوں کی حالت کیا ہوگی اس پر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے اس کیلئے خصوصی فنڈز رکھے جائیں۔ نہروں کو بہتر کر کے ان کی صفائی کرائی جائے اس کے ساتھ ساتھ میری قائد ایوان سے یہ گذارش ہوگی کہ پٹ فیڈر کا پانی کا جو کل حصہ دریائے سندھ

سے بنتا ہے چھ ہزار سات سو کیوسک ہے اسوقت ہمیں نو سو کیوسک پانی دیا جاتا ہے
اس طریقے سے کیرتھر نہر ہے اسکا جو حصہ پانی دریائے سندھ سے بنتا ہے ہمیں اسکا پورا حصہ نہیں دیا جاتا ہے۔ تو جو ہمارا پٹ فیڈر کا پورا حصہ بنتا ہے یعنی پٹ فیڈر کا اور کیرتھر کا حصہ دیا جاتا ہے۔ ہمیں دریائے سندھ سے پورا حصہ دیا جائے دریائے سندھ سے جس طرح دوسرے صوبوں کو پانی دیا جاتا ہے اس کو چار چار حصوں میں تقسیم کیا جائے ہمیں پانی کا پورا حق دیا جائے اور اسکے ساتھ ساتھ وہاں ہمارے نصیر آباد میں سندھ شاخ ہے جسکا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں وہاں حالت یہ ہے کہ اگر ایک گھر میں دس آدمی رہتے ہیں دس کے دس بیمار ہیں کیونکہ وہاں پر سندھ شاخ کا منصوبہ تھا کہ اسکا پانی بعد میں منچھر جھیل میں جائے گا لیکن اب تک یہ منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا ہے تو میں گذارش کروں گا کہ فوری طور پر بھی جتنا ہو سکے اس پانی کو وہاں بند کیا جائے اور اس پانی کو اس نہر میں نہ ڈالا جائے تاکہ لوگ بیماری نہ ہو کیونکہ ایک تو وہاں کے علاقے کے لوگوں کی زمین خراب ہو رہی ہے روز بروز انکی حالت خراب ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ جو لوگ وہاں رہتے ہیں وہ بیمار ہو رہے ہیں وہ کیسے وہاں پر زراعت کریں گے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے جس کے بارے میں ضمنی بجٹ ۸۹-۸۸ء میں ذکر نہیں کیا گیا ہے تو میری گذارش ہے کہ اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہونگا کہ محمود اچکزئی جو چھ سال کی جلاوطنی کے بعد وطن واپس آ رہے ہیں جو مارشل لاء کے دوران ایک بننے والے مقدمے میں روپوش ہو گئے تھے اب وہ آ رہے ہیں ہم ان کا خیر مقدم کرتے ہیں کہ وہ اس صوبے میں آکر اس صوبے کی ترقی کا کام کریں گے اور جو ان کی سوچ ہے اس کے مطابق یہاں پر کام کریں گے اور انہوں نے جمہوریت کیلئے بڑی قربانیاں دی ہیں وہ چھ سال کے بعد واپس آ رہے ہیں لیکن میری گذارش ہے کہ جس روز وہ آ رہے ہیں تو کوئٹہ ڈویژن میں عام تعطیل کا اعلان کیا جائے کیونکہ انہوں نے اور انکے

ساتھیوں نے جمہوریت کی بحالی کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں جو بھی شخص جمہوریت اور انسانیت کے حقوق کی خاطر قربانی دے گا اس کو ہم قابل قدر اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ۔

جناب والا! میں نے پہلے بھی ایک چیز کا ذکر کیا تھا کہ یہاں کوئٹہ میں دو کروڑ روپے کی لاگت سے ایک کلب بنایا جا رہا ہے تو میری گذارش ہو گی کہ اس کلب کے بجائے یہاں پر ان محکموں کے لئے دفاتر قائم کئے جائیں جن کے پاس اپنے دفتر نہیں ہیں سے وہ کرائے کے مکان میں قائم ہیں اس کلب کی ضرورت نہیں ہے اگر بہتر ہو تو اس فنڈ کو تعلیم صحت اور لوگوں کو صاف ستھرا پانی فراہم کرنے کے لئے خرچ کریں ۔

جناب اسپیکر! نصیر آباد میں تین چار ماہ ہوئے ہیں وہاں ۴۴ لیویز کے سپاہیوں کو نکال دیا گیا ہے ان کو کہا کہ آپ بورڈ کے سامنے پیش ہوں انہوں نے تو اس علاقے کی سروس کی ہے ان ملازمین میں کسی کی سروس بیس سال ہے بائیس سال ہے کسی کی دس سال ہے کسی کی پندرہ سال ہے تو انکو بلا جواز وہاں کے کمشنر نے نکال دیا ہے کہ وہ بوڑھے ہیں انکو یا تو باقاعدہ ریٹائر کیا جائے اور انکو الاؤنس دیئے جائیں لیکن ایسا نہ ہوا وہ عدالت عالیہ میں گئے انہوں نے وہاں سے احکامات لئے اس کے بعد جب وہ آگئے گئے تو کسی نے انکی پرواہ نہ کی تو یہاں کی انتظامیہ کی حالت یہ ہے کہ عدالت عالیہ کے احکامات کو وہ لوگ نہیں مانتے ہیں عدالت عالیہ کے احکامات پر عمل درآمد نہیں ہوا اس کے بعد چیف سیکرٹری نے بھی حکم دیا کہ انکو سروس پر واپس تعینات کیا جائے ۔ لیکن آج تک ان کے احکامات پر عمل نہیں ہوا جناب صوبہ کی عدالت عالیہ اور صوبے کے چیف سیکرٹری کے احکامات بھی اگر متعلقہ افسر انتظامیہ نہ مانے تو پھر ہم خدائی

فرشتوں سے کوئی احکامات لے آئیں؟ جناب والا! میری گذارش ہوگی کہ لیویز والوں کو دوبارہ ملازمت پہ بحال کیا جائے۔ یہاں پر کچھ عرصہ پہلے جن کی حکومت تھی وہ ہم سے اور کسی سے پوچھتے نہیں تھے۔ اپنی من کی بات کیا کرتے تھے۔ جب موڈ آیا اسمبلی کو توڑو۔ لوگوں کو ترقیاں دو۔ یہاں پہ ان کے من پسند کے جو لوگ تھے انہیں جو ترقیاں دیکر مختلف اداروں میں بھیجا گیا ہے ان سے اور لوگوں کی حق تلفیاں ہوئی ہیں۔ میری گذارش ہے کہ اس پر توجہ دیجائے۔ اور تحقیقات کیجائے۔ جناب والا! بجٹ میں سیکرٹ فنڈز میں تیس لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ یہ فنڈز گورنر اور چیف منسٹر میں تقسیم ہوتا ہے۔ اچھی بات ہے انکو ملنا چاہیے۔ ہم اس کے مخالف نہیں ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے اس بجٹ میں اسپیشل سروس فنڈز کے نام سے ایک کروڑ روپیہ وزیر اعلیٰ کے لئے رکھا گیا ہے۔ اور ایک کروڑ روپیہ گورنر کیلئے رکھا گیا ہے اسے ترقیاتی مد میں دیکھایا گیا ہے۔ جن لوگوں نے یہ بجٹ بنایا ہے وہ بھی ظاہر ہے منظور ہو چکا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سمجھنے کی ضرورت ہے یہ فنڈز تو ترقیاتی اخراجات میں دکھایا گیا۔ اس فنڈ کو تعلیم صحت پر خرچ کرنا چاہیے۔ جناب والا! جب سے اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے ہم فلور میں کھڑے ہو کر چیخ رہے ہیں۔ ان لوگوں سے پوچھا جائے جن لوگوں نے قومی دولت کو بلوچستان کے لوگوں کے سرمائے کو لوٹا ہے۔ اس کی تحقیقات کرنا چاہیئے۔ لہذا میں قائد ایوان سے گذارش کرونگا کہ وہ اس سیشن اور اسی فلور پہ یہ اعلان کردیں کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی انکوائری کیٹی بنائیں گے کہ جن لوگوں نے بھی قوم کے پیسے کو اپنی ذات پہ خرچ کیا ہے ان سے وہ پیسہ انکی جائیدادوں انکی زمینوں سے قرق کر کے وصول کیا جائے تاکہ آنے والوں کے لئے ہم لوگوں کے لئے یہ سبق کی بات ہو کہ جو بھی شخص قوم کے پیسے کو اپنی ذاتی اغراض و مقاصد کے لئے خرچ کرے گا اس کا انجام یہی ہوگا۔ جناب والا! ہمارے نصیر آباد ڈویژن میں انکوائری

ہوئی لوگوں نے اپنے طور پر شکائتیں کیں ۔ایم پی ۔ اے حضرات کو جو فنڈ دیئے گئے وہ ترقیاتی اسکیموں کے نام پر دیئے گئے ہیں اور وہ اسکیمیں وجود ہی نہیں رکھتی ہیں ۔جب انکوائری ہوئی تو ایک صاحب جو ایم پی اے ہیں نے سات لاکھ روپے ایک دن میں نکلوائے اور یہ بات انکوائری میں بھی ثابت ہوئی ۔ وہ ممبر بھی ہیں لیکن ان سے پیسہ نہیں لیا گیا میں گزارش کروں گا کہ ایسے لوگوں کی گردن پکڑیں ایسے لوگوں سے قوم کا پیسہ آپ وصول کریں جس طرح آپ کہتے ہیں اس پیسے کو ہم تعلیم پر خرچ کریں/ ایک ضلع میں ایک مڈل سکول بنائیں اگر آپ یہ سات لاکھ روپیے کر ان پرائمری اسکول کی بلڈنگ پر خرچ کریں تو اس سے سات پرائمری اسکولوں کی بلڈنگ بن سکتی ہیں اس کے لئے بھی آپ کوشش کریں ۔

جناب اسپیکر صاحب وزیر اعلیٰ نواب اکبر خان بگٹی نے جو بیانات دیئے ہیں وہ میری نظر سے گزرے ہیں ان میں کہا گیا ہے ۔کہ ہر ایک کے ساتھ انصاف کیا جائے گا ۔ ہمیں نواب صاحب کی بات پر بھروسہ ہے ۔میں ان کی توجہ پٹ فیڈر کے ایکس غریب کسانوں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جنہیں محض اسلئے گرفتار کیا گیا ہے ۔کہ انہوں نے بٹائی دینے سے انکار کیا تھا ۔جب کہ ان کے پاس ایم پی آر کا اسٹے آرڈر بھی تھا اگرچہ احکامات انکے پاس ہیں اس کے باوجود بھی یہاں کے ایک وزیر صاحب نے فون کیا کہ انہیں پکڑوا دو وہ بے چارے جیل میں ہیں میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ انکی رہائی کے فوری احکامات جاری کریں ۔جناب والا! بلیدی کا مسئلہ بہت پرانا ہے عدالت میں بھی اس کو لیا گیا ہے اس کے لئے ایک ٹربیونل بنایا جائے ۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں میری گذارش ہے کہ انکی رہائی کے احکامات نواب صاحب آج ہی صادر فرمائیں تو میں اور نصیرآباد کے عوام انکے مشکور ہونگے ۔

جناب اسپیکر! میں آپ کا بھی مشکور ہوں گو کہ ہم لوگوں کا تعلق حزب اختلاف سے ہونے کے باوجود آپ نے مدبرانہ طریقہ سے ہماری تقریر سنی اور مجھے بولنے کا موقع دیا۔ اس کے لئے میں آپکا مشکور ہوں۔ اسکے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

حاجی عید محمد نوتیزئی:۔ جناب اسپیکر! صادق عمرانی صاحب نے فرمایا ہے کہ ایم پی اے فنڈز سے خورد برد کیا گیا ہے۔ ہم نے اسکیمیں دی ہیں ہمارے پاس اس کے ایک ایک پیسہ کا حساب ہے۔ اس کیلئے ہم حاضر ہیں اگر دیکھنا چاہیں تو ہم اس حساب کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔
(تالیاں)

صادق عمرانی صاحب کے بعد۔

جناب اسپیکر:۔ اب مسٹر محمد سرور خان کاکڑ صاحب بجٹ پر تقریر فرمائیں گے۔

مسٹر محمد سرور خان کاکڑ:۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں محترم مولوی عصمت اللہ صاحب کو بحیثیت وزیر خزانہ پہلا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں میں وزیر خزانہ سے مکمل طور پر متفق ہوں کہ اسمبلیوں کی معطلی اور دیگر وجوہات کی بنا پر بجٹ اپنے وقت مقررہ پر یہاں اسمبلی میں پیش نہیں کیا جا سکا۔ جناب اسپیکر! بجٹ پر کچھ کہنے سے

قبل اس حقیقت کی نشاندہی کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بجٹ موجودہ اسمبلی میں پیش کیا کیا جا چکا ہے اسلئے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے اور یہ ذمہ داری ہمارے کندھوں پر آن پڑی ہے کہ ہم بجٹ پر صوبے اور عوام کے مفادات کیلئے نیز بلوچستان کی تیز رفتار تعلیمی، زرعی اور سماجی ترقی کے حوالے سے نظر ڈالیں۔ اس حقیقت سے انکار یقیناً نہیں ہوسکتا کہ اس اسمبلی کا اور اس کے نمائندوں کا سب سے اہم فریضہ صوبے کے وسائل کی منصفانہ تقسیم اور تخصیص کو یقینی بنانا ہے اور یہ مقاصد بطریق احسن اس وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب بجٹ کے بنانے کے تمام مراحل میں عوام کے نمائندے شامل ہوں اس سال کا بجٹ جیسا کہ وزیر خزانہ انکشاف کر چکے ہیں۔ ان کے حوالے کیا گیا ہے ویسے بھی اب موجودہ مالی سال کا کافی حصہ گذر چکا ہے غیر ترقیاتی اخراجات کے مد میں تقریباً ستر فیصد اخراجات کئے جا چکے ہیں اس لئے اس بجٹ پر کچھ کہنا بیکار ہوگا۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ بجٹ کی اہم خصوصیات کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے۔ اسپر بحث و تمحیص کیضرورت اس لئے بھی تسلیم شدہ ہے کہ آنے والے سالوں کے لئے ایسے بجٹ کی تشکیل کی رہنمائی جو بلوچستان کی ترقی کے لیئے ہمہ گیر بنیادیں فراہم کر سکیں اسوقت ہمارے سامنے بجٹ برائے مالی سال ۸۹-۱۹۸۸ ہے میں سمجھتا ہوں میرے دوستوں کو علم ہوگا کہ بجٹ صرف متوقع آمدنی اور متوقع اخراجات کے تخمینے کا نام ہے اخراجات اور آمدنی دونوں مختلف ہوتے ہیں ان کا صحیح اور قطعی اندازہ لگانا بعید از قیاس ہے۔ اس لئے ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے تاکہ حقیقی آمدنی اور حقیقی اخراجات اسمبلی کے سامنے پیش کئے جا سکیں اس بجٹ اور گذشتہ بجٹ میں ایک قدر مشترک تو یہ ہے کہ یہ خسارے میں ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اخراجات ہمارے وسائل سے زیادہ ہیں اگر بجٹ مسلسل اور مستقل خسارے کی زد میں ہو اور اس کے اثرات و مضمرات مستقبل

کے لئے انتہائی خطرناک ہوتے ہیں ظاہر بات یہ ہے کہ اخراجات اور آمدنی میں عدم توازن اور خلاء کو ایک ہی صورت میں پُر کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ قرضے کا حصول اگر ہر سال خسارے کو پورا کرنے کے لئے ہم قرض لیتے رہیں تو آئندہ حکومتوں کو نہ صرف مزید قرضہ لینا پڑے گا بلکہ سود بھی ادا کرنا پڑے گا۔ اعداد و شمار کو دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف قرضوں کی ادائیگی کی مد میں اس سال اکیانوے کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو کُل بجٹ کا سولہ فیصد ہوتا ہے اور ترقیاتی بجٹ یعنی اے ڈی پی کا ساٹھ فیصد بنتا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ صورتحال اور یہ رجحان طویل مدت تک برقرار نہیں رکھا جا سکتا اور نہ ہی یہ اقتصادی انصاف کا تقاضا ہے کہ ہم آئندہ نسلوں کو قربانی کا بکرا بنائیں۔ لہٰذا اسمبلی کے محترم ممبران اور ماہرین اقتصادیات کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے کہ اس تکلیف دہ صورتحال سے کس طرح نکالا جا سکتا ہے دوسری قدر مشترک جو مجھے اس بجٹ میں نظر آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات میں عدم توازن روز روشن کی طرح عیاں ہے جناب اسپیکر! اقتصادی ترقی کا راز اس حقیقت میں مضمر ہے کہ محدود وسائل ایسے شعبوں اور ایسے سیکٹرز کے لئے مخصوص کئے جائیں کہ صوبے کی پیداوار کی صلاحیتوں میں اضافہ ہو۔ لیکن بجٹ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ تلخ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہمارے ترقیاتی اخراجات ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات کا صرف اٹھائیس فیصد بنتے ہیں یعنی اس سال میں ہم نے ایک روپیہ میں سے بہتر پیسے غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے مخصوص کئے ہیں اور اٹھائیس پیسے ترقیاتی اخراجات کیلئے لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ عدم توازن ہے جو ایک طرف تو ترقی کی رفتار سست کرنے میں ایک اہم عمل ہے اور دوسری طرف قرضوں کا بوجھ بڑھانے کا سبب بنتا ہے اب

دیکھ لیجیئے کہ پچھلے سال کے ضمنی اخراجات میں چھبیس کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ترقی کے عمل میں اس طرح سے انتظامیہ کا دائرہ کار وسیع کرنا ایک امر ناگزیر ہے لیکن یہ دیکھنا پڑے گا کہ کیا انتظامی اخراجات کی وجہ سے وہ عمل تو متاثر نہیں ہوتا جو ان اخراجات کا جواز مہیا کرتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر یہ پالیسی کی تبدیلی وقت کی اہم ضرورت ہے ۔

جناب اسپیکر! آپ دیکھیں غیر ترقیاتی اخراجات میں چھبیس کروڑ روپے کا اضافہ ہو چکا ہے اندازہ لگایا ہے کہ اس میں مزید پندرہ کروڑ روپے کا اضافہ ہوگا میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے عرض کرونگا کہ چھبیس کروڑ یا پندرہ کروڑ اگر ہر سال اضافہ ہوتا رہے اور اسی تناسب سے ہم ضمنی بجٹ پیش کرتے رہیں تو میں کہتا ہوں یہ بات کہاں تک جائیگی ۔ لہٰذا میری تجویز ہے کہ اس میں پانچ یا چھ فیصد زیادہ سے زیادہ کا اضافہ ہونا چاہیئے ظاہر ہے کہ اگر اسی طرح اضافہ ہوتا رہے گا اور ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا رہے گا ۔ لیکن اگر پندرہ سولہ کروڑ کا ہر سال اضافہ ہوتا رہے تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی لہٰذا اسکو تو پاس کرنا چاہیئے تاہم میں کہتا ہوں یہ ایک غلط طریقہ ہے ۔ میں اسمبلی کے معزز اراکین سے یہ عرض کرونگا کہ اسکا فیصلہ کرنا چاہیئے کہ ہم کتنے فیصد ضمنی بجٹ کی اجازت دیں جب زیادہ سے زیادہ اخراجات ہونگے تو اس کے لئے اسمبلی کی منظوری لی جائے کیونکہ ہر سال ہم پندرہ کروڑ یا بیس کروڑ کا اضافہ ضمنی بجٹ میں کرتے رہے تو پھر ہمارے سالانہ بجٹ پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا میں سمجھتا ہوں اس کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اپنانا پڑیگا ۔

جناب اسپیکر! بلوچستان کی معیشت کا انحصار زراعت اور مال مویشی کی پیداوار پر ہے نمایاں صنعتی ترقی ابتک نہیں ہوئی ہے جو کچھ کارخانے لگے ہوئے تھے وہ بند پڑے ہیں ۔ اگر انہیں دوبارہ چلایا جائے تو اس صوبے کی بڑی خوش نصیبی ہوگی ۔

جناب والا! دوسری بات زرعی ترقی کی راہ میں سب سے بڑا مسئلہ پانی کی کمی کا ہے چونکہ صوبے میں بارش کم ہوتی ہے اس لئے انحصار زیر زمین پانی پر ہے جسکا لیول روز بروز نیچے جا رہا ہے ایک وقت ہو گا جب لوگوں کو پینے کا پانی بھی میسر نہ ہو گا میں تجویز کروں گا کہ ماہرین اکھٹے بیٹھ کر ایسے منصوبے بنائیں جس سے ہماری زراعت ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔ چراہ گاہوں میں اضافہ ہو اور صوبے کی آمدنی میں بھی اضافہ ہو سکے۔ جناب والا! نمبر تین بات پینے کے پانی کے بعد تعلیم کے سیکٹر میں اس امر کا خیال رکھا جائے کہ کالج اور اسکول ایسے علاقوں میں کھولے جائیں جہاں انکی ضرورت ہے جہاں ہم تعلیم یافتہ نوجوان پیدا کریں وہاں انکے روزگار کیلئے بھی موثر منصوبہ بندی کریں اور موجودہ تعلیمی اداروں میں تربیت یافتہ اساتذہ اور دوسرے وسائل کی کمی کو دور کریں۔

جناب اسپیکر! ہمارے صوبہ میں اساتذہ کے اور نرسنگ ٹریننگ یا کالج نہیں ہے میں گذارش کروں گا کہ موجودہ بجٹ میں اس کے لئے پروویژن کیا جائے۔ اور کم از کم نرسنگ کی دو ٹریننگ اسکول کھولے جائیں اس کے علاوہ ہمارے اسکولوں میں اتنک ٹرینڈ اسٹاف نہیں ہے۔

جناب اسپیکر! دیہی علاقوں میں ہمہ گیر ترقی کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت کمیونیٹی ڈویلپمنٹ پروگرام کا آغاز کیا جائے ان میں تحریک امداد باہمی مقبول بنائے جائیں تاکہ ان میں احساس بیداری اور ترقی کا جذبہ پیدا ہو۔ موجودہ رورل ڈویلپمنٹ اکیڈیمی کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے کہ ایک طرف بے روزگار نوجوانوں کی کھپت ہو اور دوسری طرف دیہی آبادی ترقی کے عمل میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور سرکاری اہلکار دوست کی حیثیت سے انکا ساتھ دیں۔ نئے اخراجات کے تخمینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مواصلات آب نوشی آبپاشی عمارات کی تعمیر اور دوسرے ترقیاتی اخراجات پر کروڑوں روپے خرچ

ہوئے ہیں اس کے لئے ایوان کے اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس ایوان کے سامنے اچھی اور ٹھوس تجاویز پیش کرے تاکہ اسمبلی آئندہ اس پر غور کر سکے ۔

جناب والا! کوئٹہ شہر میں رہائشی مسئلہ حل کرنے کے لئے چار سال قبل رخشاں ہاؤسنگ اسکیم کا منصوبہ بنایا گیا تھا لیکن تاحال منصوبے کی تکمیل میں پیش رفت نہیں ہوئی ہے اس نامکمل منصوبے کی موجودگی میں کیو ڈی اے ایک اور منصوبہ ٹکتو ہاؤسنگ اسکیم متعارف کرایا ہے بہتر ہو گا کہ پہلے ایک منظور شدہ رہائشی اسکیم کی تکمیل کیجائے اور بعد میں نئے منصوبوں پر غور کیا جائے

اب جناب اسپیکر! میں اپنے ضلع پشین کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع پشین میں خواتین کے لئے کوئی تعلیم کا بندوبست نہیں ہے جبتک ہم اپنی خواتین کو تعلیم نہیں دیں گے اور معاشرے میں ان کو ترقی نہیں دیں گے تو ہم مکمل طور پر ترقی نہیں کر سکتے ہیں اس کے لئے میری گذارش ہے کہ پشین میں خواتین کا کالج قائم کیا جائے اور اس مقصد کے لئے فنڈ رکھا جائے کیونکہ ضلع پشین میں لڑکیوں کی بڑی تعداد ہے اور میٹرک پاس کرنے کے بعد انکے لئے تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں ۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے ہم اپنی لڑکیوں کو بہتر تعلیم فراہم کرنے کے لئے پشین میں کالج کی سہولت مہیا کریں ۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ برشور سے قلعہ حاجی خان روڈ تک ایک سڑک جو تقریباً بیس میل دور ہے جو ندی نالوں سے بھی گزرتی ہے جس سے اس علاقے کے لوگوں کو بہت مشکلات درپیش ہیں میں یہ تجویز کروں گا کہ اس سڑک کے لئے اے ڈی پی میں رقم فراہم کیجائے ہم نہیں چاہتے کہ اس کو بلیک ٹاپ کیا جائے بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو صرف بہتر سڑک بنایا جائے اس کو ندی سے نکالکر پہاڑ کے دامن سے گذارا جائے تاکہ ٹریفک میں رکاوٹ نہ ہو لوگوں کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے میں اس سڑک کے لئے جناب وزیر مالیات اور دوسرے اداروں سے گذارش کرونگا کہ وہ اس پر توجہ دیں ۔

ایک اور بات یہ ہے کہ برشور کے علاقے میں ایک اور جگہ ہے جسکو نرے کچھ کہتے ہیں اس کے لئے نیس پاک نے پی سی ون بنایا ہے اور یہ ریڈی ہے کہ یہ بن سکتا ہے اس کی فیزیبلٹی رپورٹ بھی آگئی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس نرے کچھ کے مقام پر ایک ڈیم بنایا جائے تاکہ ہمارے علاقے کی پچاس ہزار آبادی اس ڈیم سے فائدہ اٹھا سکے۔ آپ جانتے ہیں کہ ضلع پشین کے علاقے میں ایک ہی بڑی سڑک ہے اور وہاں افغان مہاجرین کے آجانے کی وجہ سے بہت رش ہے۔ میں پچھلی حکومت میں جب میں وزیر مواصلات تھا پشین بائی پاس کے لئے پی سی ون بنایا گیا تھا میں چاہتا ہوں کہ یہ سڑک بائی پاس بن جائے تاکہ لوگوں کو سہولت ہو اور ان کا دیرینہ مطالبہ ہے پورا ہو جائے گا۔ میں نے اس کے لئے کنٹونمنٹ بورڈ سے بھی اجازت لے رکھی ہے۔ انہوں نے بھی اس کیلئے این او سی دیدیا ہے میں پشین کے عوام کیطرف سے گذارش کروں گا کہ ابھی سے اے ڈی پی میں اس کے لئے پیسے مخصوص کئے جائیں تو میں مشکور ہوں گا۔

جناب اسپیکر! توبہ کاکڑی اور توبہ اچکزئی ایک بہت بڑا علاقہ ہے جو افغان مہاجرین کے ساتھ ہے اور اس علاقے میں ابتک کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا ہے اس لئے اس علاقے کے لوگ پسماندہ ہیں میں گذارش کروں گا کہ وہاں پر بجلی پہنچانے کیلئے واپڈا کو فنڈ فراہم کئے جائیں اور اس سے کام کرایا جائے تاکہ وہاں بجلی فراہم ہو سکے وہاں بیس تیس فٹ پر زیر زمین پانی ملجاتا ہے وہاں پر ٹیوب ویل نصب کئے جائیں تو عوام کی خوش قسمتی کی بات ہوگی اسلئے میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ توبہ اچکزئی اور توبہ کاکڑی تک بجلی پہنچانے کے لئے احکام صادر کریں اور ہماری مدد کریں۔

آخر میں ایک اور عرض کروں گا کہ ایک منصوبہ کیمطابق کویت فنڈ سے دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنے کا منصوبہ تھا اور وہاں کے ٹیوب ویلوں کو بھی کنکشن دیا جائے گا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ کویت فنڈ کے پراجیکٹ کو ختم کیا جا رہا ہے ٹیوب ویل کے لئے ایک

اگریمنٹ ہو چکا تھا کہ بجلی دیں گے مگر اب وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جا رہے ہیں پچھلے دنوں میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے گذارش کی تھی کہ اگر کویت فنڈ والے یہ کام نہیں کر سکتے تو ہمارے بلوچستان کی اے ڈی پی اگر چالیس لاکھ روپے ہمیں دے دیں تاکہ وہاں پر بجلی فراہم ہو سکے اس سے وہاں بلوچستان کے دو سو تا تین سو کنوؤں کو بجلی کا کنکشن مل جائے گا اور بلوچستان کے لوگوں کو فائدہ ہوگا اور پیسہ بھی اتنا نہیں ہے لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہوگا زراعت ترقی کریگی کیونکہ ہمارے لوگ غریب ہیں انکے پاس پیسے لائے جانے کے لئے پیسے نہیں ہوتے ہیں تو یہ اچھی بات ہے کہ اگر چالیس لاکھ روپے سے ہم دو سو کے قریب کنوؤں کو بجلی فراہم کریں اس طرح زراعت میں ترقی کے ساتھ ساتھ کئی گھرانوں کی ترقی ہوگی اور میری یہ تجویز قابل عمل ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ اس اے ڈی پی میں چالیس لاکھ روپے فراہم کریں تو بڑی اچھی بات ہوگی ۔

جناب والا! جہاں تک ڈوزر آورز کا تعلق ہے پتہ نہیں کہ اسکو کیوں ختم کر دیا گیا ہے یا اسپر عملدرآمد روک دیا گیا ہے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں تو لوگوں کا بلوچستان کے عوام کا کوئی قصور نہیں ہے کہ آئے دن مختلف حاکموں کی تبدیل ہونے سے کبھی وہ یہ گھنٹے منسوخ کر دیتے ہیں یا کبھی بند کر دیتے ہیں حالانکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم بھی اس موجودہ حکومت کا حصہ ہیں اور ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں جو گھنٹے ۸۸ - ۸۹ء کے لئے ان کو دیئے گئے تھے اب انکو نظر ثانی کرنا یا انکو ختم کرنا موجودہ حکومت کے لئے اچھی بات نہیں ہوگی ۔ اس لئے میں کہتا ہوں چونکہ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں کہ آپ نے ہمیں ورک آرڈر دیا ہے اور ہم نے ڈوزر چلانا ہے لیکن اب ان کا کام نہیں ہوتا ہے اس طرح سے ڈوزر بیکار کھڑے ہیں میں اس کے لئے کہتا ہوں کہ اس سلسلے کو جاری رکھنا چاہئیے اور اس میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے تاہم آئیندہ کے لئے احتیاط کرنا چاہیئے آپ اسکو جاری رکھیں پہلے جو کام صحیح ہوا یا غلط ہوا ہے وہ تو اللہ بہتر جانتا ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ لوگوں

میں بدظنی پھیل جاتی ہے کہ ایک دن تو حکومت لوگوں کو کچھ دیتی ہے اور دوسرے دن واپس لے لیتی ہے یہ اچھی بات نہیں ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بلوچستانی سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس پر غور کریں میں یہ کہوں گا کہ یہ اچھی روایت نہیں ہے کہ ایک دفعہ ڈویژنل آرڈرز دینا اور پھر رد کرنا اچھی بات نہیں ہے جو کام ہے اس پر عمل درآمد ہونا چاہیئے۔

جناب والا! آخر میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس ہاؤس کے سامنے اپنے خیالات پیش کئے ہیں اور وزیر اعلیٰ نواب محمد اکبر خان بگٹی کا تشکر گزار ہوں وہ ایک قابل اور پایہ کے سیاست دان ہیں اور ہمیں امید کامل ہے کہ بلوچستان کے عوام کو انصاف ملے گا اور ہم خوشحالی سے ہم کنار ہو جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ مسٹر ارجن داس بگٹی

ارجن داس بگٹی:۔ جناب اسپیکر! اس ایوان کے درودیوار اور تقدس اس بات میں مضمر ہے کہ یہاں بلوچستان کی عوام کی صحیح ترجمانی ہوتی رہے عوام کے جائز مسائل کی بات اور ان کے حقوق کی بات ہوتی رہے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ہمارا صوبہ بلوچستان مسائل کی آماجگاہ بنا ہوا ہے اس سے قبل سابقہ حکومتوں نے اپنی دانست کے مطابق ترقیاتی پروگرام اور منصوبے پیش کرتی آئی ہیں۔ وہ ترقیاتی پروگرام کس حد تک درست تھے یا نہیں ان کی نشاندہی کرنا بھی اس ایوان کا فرض بنتا ہے کیونکہ درست اور نادرست کا احساس کرنا بھی اس معزز ایوان کا فریضہ ہے۔ ۸۹۔۱۹۸۸ کا بجٹ موجودہ منتخب حکومت کا ترجمان نہ ہوگا۔ مگر ہمارے سامنے فطرت کے اصول ہیں کہ جو تبدیلی آہستہ آہستہ آتی ہے وہی پائیدار ہوتی ہے ہم چاہیں گے کہ ہمارے صوبہ میں تبدیلی اس طرح آئے جیسے موسم تبدیل ہوتے ہیں نئی

ہوا چلتی ہے۔ ہوا کی مہک دل میں بستی چلی جاتی ہے اور اسطرح موسم کی تبدیلی دل کی گہرائیوں تک اتر جاتی ہے تاریخ کے اوراق آہستہ آہستہ پلٹیں ۔ تاریخ کے حروف نئے اعتماد سے منقش ہوں ہماری پالیسیاں اور نظریات عوام کے دلوں میں خوشبو کی طرح اتریں اور ان کی سانسوں کا حصہ بن جائیں اور ہم سب ساتھ مل کر چلیں ۔ ہم دوسروں کو سمجھیں دوسرے ہمیں سمجھیں ۔

اب قدرت بلوچستان کے لئے قیمتی لمحات لے کر آئی ہے اس احساس اور اسی ادراک سے مستقبل کی بہتری کی توقع قائم ہے ۔ تاریخ کا یہ ادراک ہی ہوتا ہے جو قربانی دینے والوں کو قربانی دینے پر آمادہ کرتا ہے ۔ جدوجہد ہوتی ہے پھر جدوجہد کرنے والے سرخ رو ہوتے ہیں ۔ یہ جدوجہد کرنے والے چند ہوتے ہیں اور اگر یہ چند نہ ہوں تو قومیں اس طرح بحرانوں سے دوچار رہیں ۔ اور اس جدوجہد کرنے والوں میں ایک وہ بھی ہیں جو آج ہمارے قائد ایوان ہیں ۔ انہوں نے روز قبل یہ فرمایا تھا کہ ۹۰-۱۹۸۹ کا بجٹ عوام کی امنگوں کا بجٹ ہوگا ۔ اس بات پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ میرے کچھ معزز اراکین اسمبلی نے ۸۹-۱۹۸۸ کے بجٹ پر تنقید اور نکتہ چینی بھی کی ہے ۔ اچھی بات اچھی تجویز کہیں سے بھی آئے وہ یقیناً قابل قبول ہوتی ہے ۔ ہمیں ان کے اس قسم کے جذبات کا احترام ہے ۔ میں چونکہ بلوچستان کی ہندو اقلیت کا نمائندہ ہوں لہذا یہ میرا فرض بھی بنتا ہے کہ میں انکی بات کروں ۔

جناب والا! ہندو اقلیت صوبہ بلوچستان کی ایک بڑی اقلیت ہے جو سارے صوبہ میں صدیوں سے آباد چلی آرہی ہے ۔ ہمیں فخر ہے کہ بلوچستان کی ہندو اقلیت کو بلوچستان کے روایتی ماحول میں امن اور تحفظ میسر ہے ۔ تاہم جہاں بجٹ کی بات ہوتی ہے انکے بھی سماجی معاشرتی اور اقتصادی جائز مطالبات اور ضروریات ہیں ۔ جن کی میں اس معزز ایوان کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب کو نشاندہی کرتا ہوں ۔

معزز اسپیکر صاحب! اسلام اس ملک کا ہر دلعزیز مذہب ہے ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اس مذہب کو ہر دم مدنظر رکھیں۔ اپنے دھرمی آدوشوں کے ساتھ ساتھ آئین اسلامی کو بھی نظر احترام سے دیکھنا ہمارا فرض اوّل ہے چونکہ بجٹ ۸۹ ۔ ۱۹۸۸ سابقہ حکمرانوں کا بنایا ہوا ہے اس میں بلوچستان کی اقلیت کے لئے کوئی ڈویلپمنٹ یا نان ڈویلپمنٹ پروگرام نہیں ہیں۔ چونکہ اب عوامی اور صحیح جمہوری حکومت آئی ہے ۔ میں صدادب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ بلوچستان کی ہندو اقلیت کی خواہشات کیا ہیں محترم اسپیکر صاحب ہر آدمی اپنے لئے ترقی و تعظیم چاہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اسے ہر صیغہ میں ترقی نصیب ہو۔ میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں انکے صحیح خواہشات کو پورا کروں۔ میری یہ دعا ہے کہ خدا مجھے اپنی ہندو اقلیت اور اپنے صوبہ اور ملک کی خدمات اور خیر سگالی کی توفیق دے ۔معزز اسپیکر صاحب آپ اور اس معزز ایوان کے توسط سے اپنی اقلیت سے متعلق کچھ تجاویز پیش کرتا ہوں۔

اسلامی مساوات اور رواداری کا تقاضہ ہے کہ ہندو اقلیت سے متعلق مستحق طلباء کو بھی اپنی تعلیم جاری رکھنے کے لئے سرکاری وظائف دیئے جائیں ۔ علاوہ ازیں ہر ہندو اقلیت سے متعلق طلباء کو بیرونی ممالک اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے سرکاری معاونت اور وظیفہ دیا جائے تاکہ وہ تعلیم کو مکمل کرنے کے بعد اپنے ملک پاکستان اور صوبہ کی بہتر خدمت سرانجام دیں۔ ہمارے مندروں میں متعین پروہتوں کو اور مذہبی فرائض سرانجام دینے والوں کو سرکاری ماہانہ الاؤنس دیئے جائیں۔ تاکہ وہ فکر معاش سے آزاد ہو کر اپنے مذہبی فرائض اور ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکیں۔ محکمہ متروکہ وقف املاک بورڈ کے قبضہ میں جو املاک ہیں ان کو ہندو اقلیت کے مفادات اور استعمال کے تصرف کیلئے واگزار کیا جائے اور ان املاک کی تزئین و آرائش کا انتظام کیا جائے اور میں یہ بھی اپنی جمہوری حکومت کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ متروکہ وقف املاک سے لاکھوں روپے کی آمدنی تو ہو رہی ہے لیکن ان املاک کی طرف جائز توجہ نہیں دی جا رہی ہے ۔ ہندو اقلیت کے مذہبی

تہواروں کے پروگراموں کو پاکستان ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر نشر کیا جائے جن میں دیوالی جنم اشٹمی بیساکھی بالمیک پرگٹ ۔ جنم دن گرونانک صاحب جس طرح بہت سے مستحقین سرکاری خرچ پر حج بیت اللہ مقدس پر جاتے ہیں میری یہ گذارش ہے کہ ہمارے نادار زائرین کو سرکاری معاونت پر ان تیرتھوں پر بھیجا جائے ۔

وہ کوارٹر مکان جو کلاس فورتھ اقلیتی ملازمین کو برطانیہ حکومت کے وقت سے کنٹونمنٹ بورڈ ۔ میونسپل ایریا اور ملٹری ایریا میں ملے ہوئے ہیں ۔ میری یہ بھی گذارش ہے کہ وہ ان مستحقین کو الاٹ کئے جائیں ۔ اقلیتی بہبود کے فنڈز جو حکومت کی طرف سے منظور ہوئے ہیں میری معلومات کے مطابق غالباً دس کروڑ روپے ہیں اس فنڈ میں سے بلوچستان کی اقلیت کی فلاح اور بہبود کیلئے بھی ایک حصہ منظور کروایا جائے ۔ کیونکہ اس سے قبل بلوچستان سے ہندو اقلیت کیطرف سے کوئی آدمی نیشنل اسمبلی کا ممبر منتخب نہ ہونے کی وجہ سے اس حق سے محروم رکھا گیا ہے ۔

بلوچستان میں کوئٹہ کے مقام پر ایک مائینارٹی کالونی کی تعمیر کروانی ناگزیر ہے تاکہ بے گھر افراد کو بھی سہولت میسر ہو سکے ۔

معزز اسپیکر صاحب میں آپکا اور اس معزز ایوان کے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ شکریہ ۔

جناب اسپیکر: میر جان محمد خان جمالی صاحب تقریر فرمائیں ۔

میر جان محمد خان جمالی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب اسپیکر! آپکا شکریہ! کہ آپنے موقع دیدیا ۔

جناب والا! اس روز جو بجٹ پیش کیا گیا وہ ٹرتجڈی پارٹ ون تھا اور آج جو بجٹ

پیش کیا جا رہا ہے وہ تھرڈ پارٹ ہے اس رواں مالی سال کے دو سو چونتیس دن گزر چکے ہیں جبکہ ایک سو تیس باقی رہ گئے ہیں بات کا تنگڑ نہ بنایا جائے اس بجٹ کی ٹائمنگ ایسی ہے کہ کیا کیا جائے اس کی حالت میڈیکل ٹرمینالوجی کے مطابق ٹرمینل کیس کی ہے جو اسکیمیں جاری ہیں اگر ان کو راستے میں چھوڑ دیں گے کیس بھی کولیپس ہو جائے اور تیس جون بھی آجائے گا۔

جناب اسپیکر! اے ڈی پی کے توسط سے کچھ وضاحتیں درکار ہیں وزیر خزانہ نے اپنی اختتامی تقریر میں شاید اسکی وضاحت کریں گے تاہم میں چند نکات پر بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں

اے ڈی پی کا صفحہ تین ملاحظہ فرمائیں تو وہاں آن فارم واٹر مینجمنٹ اسکیم بلوچستان فیز ٹو نظر آئے گا۔ یہ صوبائی سبجیکٹ ہے اس کے لئے اٹھتر اعشاریہ سات ملین رکھا گیا ہے اس کی وضاحت درکار ہے کہ اس کی ڈسٹریبوشن کیسے ہوگی کہیں ایسا تو نہیں ہے چھوٹی چھوٹی نالیاں بنا دیجائیں اور صوبہ دہاں جہاں سیم تھور کا مسئلہ ہے پیسہ خرچ ہی نہ کیا جائے خصوصاً جہاں پانچ لاکھ افراد زراعت پیشہ ہیں۔

جناب اسپیکر اسیطرح اے ڈی پی کے صفحہ گیارہ سیریل نمبر اکسٹھ پر دیکھیں تو اسمیں کمیونیٹی رینج مینجمنٹ ان بلوچستان کا ذکر ہے ایک ہزار ایکڑ پر فارسٹ پراجیکٹ ہے اسکیلئے ایک پوائنٹ دو ملین کی رقم رکھی گئی ہے جناب والا! اسکی ڈسٹریبوشن کیسے ہوگی ذرا اس کی وضاحت تو کیجائے ایسا نہ ہو کہ درختوں کی سیپلنگ ضائع ہو جائے اور انہیں بکریاں کھا جائیں۔؟

وائیلڈ لائف کے سلسلہ میں صفحہ نمبر بارہ اس میں ایک نیا کالم سیریل نمبر تریسٹھ پر دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ نیشنل پارک ہو بارہ ڈسٹرکٹ ان بلوچستان۔ یہ پارک کہاں کھولنا چاہتے ہیں اسکیلئے انہوں نے پوائنٹ پانچ ملین روپے رکھے ہیں۔ علاوہ ازیں کیا یہ تلور کا شکار صرف عربیوں نے کرنا ہے یا اس سے کسی اور کی توقعات بھی وابستہ ہیں؟ کیا

وہ ڈسٹرکٹ کو بچانا چاہتے ہیں اس کی صحیح معنوں میں وضاحتیں تو وزیر خزانہ کی اختتامی تقریر میں ہوگی تاہم جیسا میں نے پہلے بھی کہا کہ ہمیں کچھ وضاحتیں درکار ہیں وہ اسطرح کہ اے ڈی پی کے صفحہ سترہ سیریل نمبر اسی پر انڈسٹریل اینڈ ٹریڈنگ اسٹیٹ ایریا ڈیرہ مراد جمالی کے لئے ایک سو ایکڑ زمین خریدی جا چکی ہے اس سے بھی زیادہ گنجائش ہے کیونکہ مستقبل کو دیکھتے ہوئے آپکو ابھی سے کافی ایریا میں زمین خرید لینا چاہیئے تاکہ اس مقصد کے لئے یہ زمین مخصوص کی جائے اس لئے کہ زمین اب سستی بھی ہے مزید یہ کہ سو ایکڑ تھوڑی بھی ہے کیونکہ پاپولیشن کیا ایکسپو ژن جاری ہے آپ کی اجازت سے یہ کہونگا کہ ریبٹ گور رتھو (Rabbit growth) بھی ایسی نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ ان ایمپلائمنٹ کا مسئلہ پیدا ہو جائے لہذا میں اس کی وضاحت بھی چاہوں گا۔ جناب اسپیکر۔ اسطرح اگلے بیس سال کے لئے تیاری کی جائے۔ آخر ہم کب تک روزانہ کی بنیاد (ڈے ٹوڈے بیسز) پر زندہ رہیں گے ۔ ؟

جناب اسپیکر۔ اے ڈی پی کے صفحہ تینتیس کو ملاحظہ فرمائیں یہ بڑی کیس اسٹڈی ہے کیونکہ امریکہ میں جب کوئی پرابلم ہوتا ہے تو یہ کیس اسٹڈی کے لئے پیش ہوتا ہے اس کیلئے ماہرین کو کہا جاتا ہے کہ اسکو دیکھیں اچھی طرح اس کا جائزہ لیں کہ یہ کیا مسئلہ ہے لہذا اسکو بھی اچھی طرح دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! صفحہ دو سو تیرہ پر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے تحت کنسٹرکشن آف ویرز فار پروٹیکشن آف واٹر لائن اوستہ محمد۔ جناب والا! اس اسکیم کی تھوڑی سی تاریخ میں بیان کر دوں وہ یہ ہے کہ یہ اسکیم ۱۹۸۱ میں مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر جنرل رحیم الدین نے آرڈر دیئے تھے ایسے ہی آرڈر ڈنڈا ماری کے آرڈرز جیسا مارشل لاء میں ہوا کرتے ہیں بہر حال ۱۹۸۳ میں اس اسکیم کا سروے کیا گیا اور اجراء ہوا۔ چھپن لاکھ کی اسکیم پر اکیاسی لاکھ خرچ ہو رہا ہے لیکن ابتک یہ نامکمل ہے

جبکہ شہر کی چالیس فیصد آبادی کو ابھی تک پانی میسر نہیں ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے جیر دین پراجیکٹ یہ ہے کہ سیم زدہ پانی آرہا ہے کیونکہ نہریں اور اس سے واٹر سپلائی اسکیم کو فیڈ کیا جارہا ہے۔ جناب اسپیکر۔ حالت تو یہ ہے کہ اسکے ٹینک بھی سیم زدہ ہوگئے ہیں اور ارد گرد کا علاقہ بھی سیم زدہ ہوگیا ہے۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ ہم پولائٹرن (زہر) پی رہے ہیں پانی کی حالت یہ ہے کہ یہ کپڑے دھونے کیلئے استعمال ہورہا ہے اس سے انسانی جانوں کے لئے بڑا خطرہ ہے پانی میں کیڑے مکوڑے آرہے ہیں نہ معلوم مستقبل میں اور کیا کچھ آئے گا سمجھ میں نہیں آتا۔ جناب اسپیکر۔ ان چیزوں کو مکمل کرنا پڑے گا۔ یہ بیس ہزار آبادی والے شہر کا مسئلہ ہے۔ شہر میں ہینڈ پمپ سے پانی پیا جارہا ہے اکیاسی لاکھ کی جو اسکیم بنائی گئی تھی جو پبلک ہیلتھ انجینیرنگ کا بے بی بن گیا ہے۔ جناب والا! جیسا میں نے کہا یہ مکمل کرنا پڑیگی۔ کیونکہ یہ بیس ہزار آبادی کے شہر کے ساتھ دشمنی کررہے ہیں ان کو زہر پلا رہے ہیں۔

سڑکوں کا ذکر کرتے ہوئے کہنا چاہونگا کہ وہاں ایک اسکیم وائیڈ ننگ آف جھٹ پٹ اوستہ محمد روڈ کے لئے رقم مختص کیگئی۔ بیس فیصد کام ہوا ہے لیکن جناب اسپیکر وہاں ٹریفک کا زور اسقدر زیادہ ہے کہ کراچی دادو لاڑکانہ ڈسٹرکٹ وایا اوستہ محمد روڈ پر ٹریفک لوڈ کا یہ حال ہے کہ وہاں اٹھارہ اٹھارہ وہیلز کے ٹریلر اس روڈ سے گزرتے ہیں۔ انہی ٹریلرز کے ذریعے غذائی اجناس کوئٹہ بھی پہنچائی جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس روڈ کی کیا حالت ہے؟ وہاں جو ٹکڑا بنا ہے اس میں جیسی ہیں جو پُرانا حصہ ہے اس کو بلیک ٹاپ کیا جائے اسکو بچانا پڑے گا۔ کچے روڈ اور کھڈے ختم کرنا ہونگے۔ لہذا اس ایوان سے میری گذارش ہے کہ اس اسکیم کو مکمل کیا جائے جیسا میں نے پہلے کہا کہ کوئٹہ تک ساری زرعی اجناس اسی روڈ کے

ذریعہ پہنچائی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں بلوچستان کے دیگر علاقوں کو گندم چینی اور شالی وغیرہ بھی اس کے ذریعہ بھیجی جاتی ہے۔ اس پر توجہ کی ضرورت ہے تاکہ جلد مکمل ہو سکے۔

اے ڈی پی کے حوالہ سے صفحہ انہتر سیریل نمبر ۱۵ سوشل ورک سے متعلق بات کرتے ہوئے بتلانا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے دو ملین رکھے گئے ہیں جناب اسپیکر۔ آج تک ہم نے یہ نہیں دیکھا ان پیسوں کا کیا کیا گیا؟ جب سے فنکشنز میں ایوارڈ دیئے گئے مثلاً میں ایک ممبر کو ایوارڈ دیتا ہوں اور وہ مجھے ایک ایوارڈ دیتے ہیں کیا حقیقی معنوں میں یہ پیسہ خرچ ہوتا ہے؟ یا صرف اخباروں میں فوٹو آجاتی ہیں تقریبات کی خبریں شائع ہوجاتی ہیں یا خواتین کی ملی جلی فوٹو ہوتی ہیں۔ عمل کیا ہوتا ہے؟ خدا بہتر جانتا ہے۔ جہاں تک اے ڈی پی برائے سال ۱۹۸۸-۸۹ کا تعلق ہے میرے حلقہ انتخاب کا اسوقت نمبر ایک مسئلہ پانی کی فراہمی کا ہے۔ یعنی زرعی پانی اور پینے کا پانی۔ جیردین میں سیم کا مسئلہ۔ جیردین پراجیکٹ پرانے دور میں شروع ہوا تھا۔ اسکا پہلا فیز کمپلیٹ کیا گیا پروگرام یہ تھا کہ اسکے ذریعہ سیم زدہ پانی سندھ کے راستہ منچھر جھیل میں ڈالا جائے گا۔ اسوقت سندھ راضی تھا کہ وہاں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور مسئلہ حل ہورہا تھا لیکن اچانک تبدیلی آئی۔ اور یہ اسکیم ادھوری رہ گئی حتیٰ کہ سندھ والوں نے سیکنڈ فیز کو اپنے علاقے میں ایمپلیمنٹ کرنے سے انکار کردیا اسکی وجہ مشرقی نصیرآباد کا علاقہ سیم زدہ ہوتا جارہا ہے اور علاقے غیرآباد ہوتے جارہے ہیں اور وہ علاقے بھی غیرآباد ہوتے جارہے ہیں جن میں سیم نہیں تھا بڑی انٹرسٹنگ بات ہے ہمارے انجینئر بڑے پائے کے ہیں کارآمد لوگ ہیں یہ بہتر سمجھ سکتے ہیں ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ عوامی نمائندے ہیں عام آدمی ہیں لہذا ان کو چکمہ دیتے جاؤ وقت گذر جائے گا۔ جناب اسپیکر یہ چیزیں بڑی سیریس ہیں۔ اس معاملہ میں سوچنا پڑیگا۔ صوبہ سندھ کو ملوث کئے بغیر تجویز یہ ہے کہ کیر تھر نہر جسکا بہاؤ مشرق کی طرف ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک اور نہر بنائی

جائے اس پر اندازاً ایک کروڑ روپے خرچ ہونگے ۔ یہ پانی کیرتھر کے پہاڑوں سے
ہوکر ضلع کچھی کے کوٹ مگسی کے پہاڑی ندی نالوں سے ہوتا ہوا خود بخود منچھر جھیل
میں گر جائے گا ۔ اور یہ پانی زرعی استعمال میں نہیں لایا جائے گا ۔ اسوقت حالت
یہ ہے کہ انسان تو ویسے بھی کمزور ہوتا ہے وہ تو اب ختم ہو رہا ہے بلکہ وہاں کے
جانور حیوانات بھی ختم ہو رہے ہیں ساتھ ساتھ زمین بھی ختم ہوتی جا رہی ہے ۔ ہمارے
پڑوس سندھ میں خصوصاً لاڑکانہ اور ڈسٹرکٹ جیکب آباد کی زمینیں ختم ہو گئیں اور اسکے
بعد لوگوں نے ہتھیار اٹھا لئے اور راستے روک کر لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا جناب سپیکر!
ایسا نہ ہو کہ ہمارے لوگ بھی یہ حرکتیں کرنے لگیں ۔ کیونکہ جب آدمی بھوکا ہوتا ہے
تو ایسا کرنے لگتا ہے ۔ جناب والا! اس چیز سے بچنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا
جناب اسپیکر! اسکے علاوہ ایجوکیشن کے مسئلہ کو ایوان کے نوٹس میں لانا
چاہتا ہوں گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میں ایم اے کی کلاسز کا نہ ہونا ۔ بلوچستان میں ایک محدود
ہم سوسائٹی ہے ہماری بچیوں کی اکثریت یونیورسٹی میں جانا نہیں چاہتی وہاں اس کالج میں آجتک
ایم اے کی کلاسز کا اجراء کیوں نہیں ہوا؟ یہ تو محکمہ تعلیم ہی بتا سکتا ہے یہ ایسی چیزیں ہیں جنکا
نوٹس ضرور لیا جائے جناب وزراء صاحبان اپنے محکموں میں کام اور کارکردگی کا جائزہ لیں ۔
یہاں ایریگیشن کے مسائل ہیں ۷۴ ۔ ۱۹۷۵ء میں ایک وزیر صاحب آئے تھے خدا ان کو بخشے
ان کو سمجھایا جا رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ کیوسک میوسک کیا ہوتا ہے؟ ۔ میں اس کیوسک
خان اور ریگولیٹر خان کو نہیں جانتا ہوں ۔ تو گذارش ہے کہ وزراء صاحبان ذرا تیاری کر کے
آئیں ۔ سارے بلوچستان کے مسائل کو سمجھیں کیونکہ بلوچستان میں تو چھوٹی چھوٹی موریاں
ہیں ان میں ٹیوب ویل کا پانی ہوتا ہے تمبو اور جعفر آباد میں نہری نظام ہے اور کئی قسم کے
مسئلے ہیں سندھ سے پانی لینا جان جوکھوں کا کام ہے آپ خود بھی جانتے ہیں ۔ ہمارے
وزیر اعلیٰ خود زمیندار ہیں جناب والا سندھ کا ایک ریگولیٹر والا دوسرے کو پیسے دیتا ہے

اسطرح آخر میں سکھر بیراج کے گیٹ مین کو پیسے دئے جاتے ہیں وہ پانی چھوڑتا ہے اپنے علاقے کو بھی سیراب کرنے کے لئے پانی چوری ہوتا ہے تو ان چیزوں کو سلجھانا ہوگا پٹ فیڈر اور کیرتھر کے پانی کا مسئلہ ہے سندھ والے اپنے لئے پانی چوری کرتے ہیں اور ہم کو سندھ والوں سے پانی چوری کرنا پڑتا ہے جب کہ سندھ والے اس معاملے میں بڑے ماہر ہیں۔ ہمارے افسر تو اس نہری نظام کو تو بہت کم سمجھتے ہیں کیونکہ یہ چھوٹی موریوں کو زیادہ جانتے ہیں اور جب پٹ فیڈر مکمل ہوگا تو وہاں چھ ہزار سات سو کیوسک پانی کا مسئلہ ہے کیرتھر نہر کی ری ہیبلیٹیشن (Rehabilitation) ہو جائے گی تو سولہ سو کیوسک پانی لینے کا مسئلہ ہوگا۔ ان مسائل کو حل کرنا پڑے گا۔ ان سب چیزوں کو آپ نے مدنظر رکھنا ہوگا اسی طرح ہمارے اور بھی بہت سے مسائل ہیں اس کے ساتھ ہمارے صحت کے مسائل میں خوش قسمتی سے ہمارے وزیر صحت خود بھی ڈاکٹر ہیں سول ہسپتال تو فش مارکیٹ ہے آپ فش مارکیٹ میں جائیں تو اتنا ہنگامہ ہوتا ہے یہاں بھی ہنگامہ ہوتا ہے آپ وی آئی پی وارڈ میں چلے جائیں تو اتنا خراب کارپٹ ہے اس کو نکالا جائے اس وارڈ کو بہتر بنایا جائے ہسپتال میں کچھ دل کے مریض ہیں وہ بھی وہاں آجاتے ہیں اور کچھ نوجوان جو دل کے ہاتھوں مجبور ہیں وہ بھی آجاتے ہیں ان چیزوں کو سنبھالنا پڑے گا مقصد یہ ہے کہ آپ کو اپنی منسٹری میں ڈسپلن لانا پڑے گا اور کام لینا پڑے گا۔ آپ تو کہیں گے کہ آپ کو تجربہ نہیں ہے میری رائے کے مطابق آپ کو تو ان مسائل کو حل کرنے کے لئے انقلابی اقدامات کرنے پڑیں گے ٹوٹل نظام کو اوور ہالنگ کی ضرورت ہے تقریریں کر کے یہاں چلے جائیں گے کھانا کھائیں گے مولانا صاحب نماز پڑھیں گے سو جائیں گے پھر اٹھ جائیں گے جناب کام کریں تو تعریف کریں گے کام نہیں کریں گے تو تعریف نہیں کریں گے پھر یہ ہاؤس ہے آپ ہیں اور پھر ہم لہٰذا۔ اس قسم کی چیزیں بار بار نہ ہوں۔

جناب والا! دو کروڑ روپے کی لاگت سے کلب تعمیر کرنے کا یہاں ذکر ہوا ہے یعنی سروسز کلب کا اب کلب پرانے زمانے کے جم خانہ نہیں ہیں آج کل تو کلب باہم مل بیٹھنے کی جگہ ہے اور ذہنی جسمانی نشو نما کے لئے جگہ ہوتی ہے سارا دن کام کرنے کے بعد یہ مل بیٹھنے کی جگہ ہے اور ہمارے سیکریٹریٹ کے لوگوں کی جو صحت ہے افسران بھی ہیوی ہوتے جارہے ہیں ۔ اور مولانا صاحب بھی جب حج پر جائیں گے تو ان کو بھی میڈیکل سرٹیفکٹ لینا ہوگا وہاں تفریح طبع کے لئے جگہ ہوگی آپ نے ٹی وی میں بھی دیکھا ہوگا کہ صحت کے متعلق بتاتے ہیں ڈاکٹر چیک اپ کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ دل کی دھڑکن ٹھیک ہے تو حج پر بھیجتے ہیں ان چیزوں پر بھی تھوڑا توجہ دینے کی ضرورت ہے کلب بننے دیں وہاں ذہنی نشو نما کے لئے کوئی جگہ بنائیں پھر ایسا نہ ہو مولانا صاحب حج پر جائیں اور صحت نہ ہو ۔ اس قسم کی چیزیں ہونگی جس کا نوٹس لینا پڑے گا ۔ جناب والا کچھ حالات تھے جو صوبہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ اب ہمارے کچھ مسائل ہیں جو وفاقی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں جن کو میں اس ایوان کے توسط سے اور وزیر اعلیٰ صاحب کو وفاقی حکومت سے حل کرانے ہونگے ۔ سندھ کے ساتھ پانی کا مسئلہ جو وفاقی مسئلہ ہے اس کو حل کرنا ہوگا اور دریا سے اپنا پانی کا حق لینا پڑے گا ہم بڑے بدقسمت ہونگے اور کمزور ہونگے اگر اپنا حق نہ لے سکے وہ خود تو کالا باغ ڈیم میں الجھے ہوئے ہیں انکو سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ کیا کریں اور آٹھ ہزار کیوسک کا وہ فیصلہ کیسے کریں گے وہ حصہ بلوچستان کو دیں یا نہ دیں ان چیزوں کو ہم نے ٹیکل ریلاطی دار آر کرنا ہوگا اسطرح سوئی گیس کا مسئلہ ہے اس کا وفاقی حکومت سے تعلق ہے آوستہ محمد کے لئے سوئی گیس منظور ہو آمین سالوں سے کہا جا رہا ہے کہ فنڈز نہیں ہیں میں جناب قائد ایوان سے عرض کروں گا کہ وہ اس مسئلے کو حل کریں ۔

سینڈک کا پراجیکٹ ہے جس سے دو ہزار سے زیادہ لوگوں کو روزگار میسر ہوگا ہمارے پڑھے لکھے انجینیئرز کا مسئلہ ہے ہمارے عام شہریوں کے روزگار کا مسئلہ ہے۔

یہ مسئلہ ہمارے قائد ایوان کو حل کرنا ہوگا اور ہمیں اپنا حق لینا پڑیگا کیونکہ یہ ہمارے مستقبل کے مسائل ہیں ہم نے اپنے مستقبل کو سنوارنا ہے ۔

جناب والا ! یہ کچھ مسائل تھے جو کہ میں نے بیان کرئے ہیں پارلیمنٹری انداز میں اگر کہیں غلطی ہوئی تو معذرت ۔ شکریہ ۔

جناب اسپیکر : جان محمد جمالی کی بجٹ تقریر کے بعد میں دعوت دیتا ہوں جناب حسین اشرف کو کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں ۔

واجہ حسین اشرف : بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

جناب اسپیکر صاحب ! اس بجٹ کے سلسلے میں تو بہت کچھ کہا گیا ہے کچھ تقریریں تنقیدیں ہوئیں کچھ رائیں دی گئیں ۔ اس طرح سے میری بھی بعض معروضات ہیں جناب والا ! یہ بلوچستان کا بجٹ ۸۸ ۔ ۸۹ کل ۹ ، ۳ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے کا ہے ۔ اور کل اخراجات ۴۴۳ کروڑ ۹۵ لاکھ روپے ہیں اور اس میں پینسٹھ کروڑ چہتر لاکھ روپے کا خسارہ نظر آتا ہے ۔ اگر آپ کے بجٹ میں آمدنی کا اضافہ کرنا جلد ممکن نہیں ہے تو اخراجات میں اضافے کو روکنا تو ممکن ہے ۔ اس بجٹ میں ترقیاتی کاموں کیلئے رقم رکھی گئی ہے لیکن محکمہ جاتی اخراجات بہت زیادہ ہیں یعنی انکے لئے تین سو پونے کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ وزیر مالیات نے تو اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ اخراجات میں کمی کرکے اس خسارے کو پورا کیا جائیگا ۔ بلکہ اس کے برعکس عملی طور پر اخراجات میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے جیسے آپ کی کابینہ اس میں اتنے زیادہ وزراء کی تعداد اس پسماندہ صوبہ کی استطاعت سے کہیں زیادہ ہے ان کی رہائش گاہ فرنیچر ٹیلیفون اسٹاف پر اس سے کہیں زیادہ اخراجات ہونگے لہٰذا تو اس کے خسارے کی رقم میں کمی کی بجائے اس میں

اضافہ ہوگا۔

جناب والا! وزیر موصوف نے عمومی نظم ونسق اور لا اینڈ آرڈر پر اخراجات کو ناگزیر قرار دیا مگر حکومت تو یہ ہر وقت کہتی رہتی ہے کہ صوبہ بلوچستان ایک پرامن صوبہ ہے اسطرح پولیس وزراء کے غیر سرکاری دوروں کے مصارف بے جا ہیں انکے بنگلوں پر اسائیشسول پر اخراجات غیر ضروری ہیں ۔

ترقیاتی اسکیموں پر بحث

!۔ آبنوشی کی اسکیمات کے متعلق اس بجٹ میں کہا گیا ہے کہ دیہی آبادی کو پینے کا صاف پانی پینتالیس فی صد کو میسر کر دیا گیا ہے جو کہ سراسر غلط اور مبالغہ آمیز ہے اب بھی اسی فیصد سے زیادہ آبادی پینے کے پانی سے محروم ہے دیہی آبادی تو درکنار خود شہری آبادی اور اس صوبائی دارالخلافہ میں پانی میسر نہیں ہے تعلیم کے سلسلے میں عرض ہے کہ بلوچستان تعلیم کے لحاظ سے پسماندہ ترین صوبہ ہے ۔صرف اعداد و شمار کے اضافے پر زور دینے سے تعلیم حاصل نہیں ہوتی ہے ۔اسکولوں کی حالت زار پر رونا آتا ہے اسکولوں کی عمارات بوسیدہ ہو چکی ہیں اور اساتذہ کی کمی ہے ۔اساتذہ کو دیہی علاقہ میں تو قیام گاہ تک میسر نہیں ہے وہ تو سرداروں امیروں اور ٹکریوں کی بیٹھکوں میں انکے رحم و کرم پر دن گزارتے ہیں ۔بچوں کے لئے دور افتادہ علاقوں میں ہوسٹل نہیں ہیں ۔ بچے کئی میل مسافت کر کے اسکول آتے ہیں ۔کتابیں لائبریریاں اور جسمانی نشوونما کے لئے انکو سہولیات میسر نہیں ہیں وزیر موصوف نے چار سو مسجد اسکول قائم کرنے کا اعلان کیا ہے جو کہ بالکل غلط تجویز ہے اسکی بجائے پرانے اسکولوں کی حالت بہتر بنائی جائے ان پر رقم صرف کیجائے محکمہ تعلیم سے اگر اسکولوں کا ریکارڈ طلب کیا جائے تو آپ کو علم ہوگا کہ اس سے ہماری تعلیم پر بڑا اثر پڑتا ہے ۔

مسجد اسکولوں نے تو بچوں کو نہ دین کا چھوڑا ہے نہ دنیا کا ۔ حکومت کی چالاکی تو یہ ہے کہ عمارت نہ ہونیکی وجہ سے پرائمری جماعتیں مسجدوں میں شروع کرائی ہیں ۔ سوائے معلم قرآن پاک کے تو اور نیم خواندہ استاد کے وہاں بچوں کو کیا ملتا ہے ۔ اعلیٰ تعلیم کا یہ حال ہے کہ سارا سال کالج اور یونیورسٹی بند رہتی ہیں ۔صحت دیہی

آبادی طبی سہولتوں سے سو فیصد محروم ہے جن خوش قسمتوں کے نصیب میں ڈسپنسری اور ہسپتال تک رسائی حاصل ہے انہیں ہسپتالوں میں دوائی دستیاب نہیں ہے ۔ سیریس مریض کے لئے بستر نہیں ہے اور ڈاکٹر صاحبان اول تو عام مریضوں کو دیکھتے نہیں اور اگر دیکھتے ہیں تو خاص توجہ نہیں دیتے اتنے بڑے صوبے میں صرف ایک ہسپتال ہے اور اسمیں بھی اتنی گنجائش نہیں ہے اور نہ متعلقہ مریضوں کے علاج کی سہولتیں میسر ہیں ۔ میڈیکل کالج کی عمارت کی تعمیر کا کام ۱۹۷۰ میں شروع ہوا ہے اور ابتک زیر تکمیل ہے اور شاید ۲۰۰۰ء میں مکمل ہو جائے گا ۔

آبپاشی ۔ بلوچستان میں زراعت کا شعبہ نہایت پسماندہ ہے اور زمیندار طبقہ خود اپنی زمینوں کو ترقی دینے کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔ کاریزیں منہدم ہو چکی ہیں اور اکثر کاریزیں تو صفائی نہ ہونے کی بنا پر خشک ہو چکی ہیں اور حکومت صفائی کے لئے کوئی مدد نہیں دیتی اور نہ ہی توجہ دیتی ہے ٹیوب ویل لگانا اور اس پر اخراجات آمدنی سے کئی گنا زیادہ ہیں مشینوں کے پرزہ یعنی پارٹس دستیاب نہیں جن کیلئے لاہور اور کراچی کے چکر لگانے پڑتے ہیں جو کہ غریب زمینداروں کی بس کی بات نہیں ۔ بجلی ابتک دیہی علاقوں میں پہنچائی نہیں گئی ہے اور نہ ہی کوئی خاطر خواہ اسکیم زیر غور ہے ۔

سڑکیں ۔ بلوچستان کی دورافتادہ آبادی جو ایک دوسرے سے منقطع ہے جسکا سبب سڑکوں کا فقدان ہے ۔ سڑکیں بہت اہم ہیں کسی علاقہ کی ترقی کیلئے ۔ مکران ڈویژن تو سب سے زیادہ خستہ حال ہے اور پورے ڈویژن میں ایک میل پکی سڑک نہیں ہے باقی سڑکوں کی حالت بھی قابل رحم ہے ۔ آر سی ڈی شاہراہ پر تو آپ سفر کر چکے ہوں گے ۔ اور یقیناً اس کی کٹائیوں سے بخوبی واقف ہونگے اس کے تیز کناروں سے گاڑیوں کے ٹائر پھٹ جاتے ہیں اور حادثات کا شکار ہوتے ہیں ۔ جناب والا! کسی علاقے کی ترقی کے لئے سب سے ضروری اسکیمیں بجلی پانی سڑکیں آبپاشی کے ذرائع اور تعلیم ہوتے ہیں ۔ اور انہی کی ترقی سے صوبہ ترقی کرے گا صرف پولیس لیویز اور افسران کی سہولتوں میں اضافے سے نہیں اس طرح دوسری خصوصی

اسکیمیں جو مختلف محکموں کے ذریعہ سے ہوں جیسے بیاڈ آبپاشی کے چھوٹے منصوبے ماہی گیری پاک جرمن اپنی مدد آپ کے منصوبے رجناب والا! میں چونکہ ساحل کا نمائندہ ہوں اور صادق صاحب کا بہت مشکور رہوں کہ اگر ان جیسے ہمدرد لوگ نہ آتے تو ہمارے علاقے کے بارے میں کیسے یاد دھانی کراتے ؟ - ہمارے ساحل مکران کی مچھلیوں کے کاروبار اور روزگار کے متعلق انہوں نے جو مسائل یہاں بیان کیے ہیں - میری کچھ تجاویز ہیں اگر انہیں جناب شامل فرمائیں گے تو اس سے علاقے کو بہت فائدہ ہوگا- ضلع گوادر میں مچھلی کی صنعت کے بارے میں چند ضروری تجاویز یہ ہیں -

پہلی بات تو یہ ہے کہ ساحل بلوچستان جو کہ تقریباً چارسو میل لمبا ہے اور اس لمبی پٹی پر رہنے والے بیشتر لوگوں کا روزگار مچھلی یا مچھلی کی صنعت پر ہے - بحیثیت خوراک مچھلی کی مانگ نہ صرف صوبہ بلوچستان میں ہے بلکہ پورے پاکستان اور ساری دنیا میں ہے - مچھلی پکڑنے والے کئی غیر ممالک ہمارے ملک سے مچھلی درآمد کرتے ہیں - اور ہماری پیداوار ان ضرورتوں کے پیش نظر کم ہوتی جا رہی ہے - ان حقائق کے پیش نظر ہمیں مچھلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے ان وسائل کیطرف توجہ دینی چاہیے جو اس علاقے میں درپیش ہیں جن کی فوری حل کیلئے ہماری حکومت کو مشترکہ کوشش کرنا ہے - آج کل ہر قسم کے وسائل کو بروئے کار لانے کے لئے سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کا سہارا لیا جا رہا ہے لہذا ہمیں بھی اس سے استفادہ حاصل کرنا چاہیئے - تاکہ مچھلی کی پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھائی جا سکے - اس سے نہ صرف ہماری علاقائی و ملکی ضروریات پوری ہونگی بلکہ ہم زرمبادلہ بھی کما سکینگے - اس کو بڑھانے کے لئے میری چند مفید تجاویز ہیں جن پر اگر عمل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں ہم کافی حد تک کامیاب ہو سکیں گے -

نمبر ۱ بلوچستان حکومت کسی جاپانی کمپنی سے رابطہ قائم کرے - جو مقابلتاً کم خرچ سے پورے ساحلی علاقے کا خصوصی سروے کرے اور مختلف اقسام کی مچھلیوں کی پیداوار کا

تخمینہ لگا اور دیکھنے کے اس پیداوار جدید سائنسی تکنیک کے ذریعے کس طرح بڑھایا جا سکتا ہے؟

نمبر ۲ پیداوار برآمد کرنے کے لئے کونسے ممالک بہتر ثابت ہو سکتے ہیں اور درآمد کس شکل زیادہ مفید ثابت ہوگی۔ یعنی مچھلی سرد کر کے تازہ یا ڈبوں میں پیک کر کے بھیجا جائے۔

نمبر ۳ علاقے کی رسل و رسائل کو کسطرح بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس صنعت کے فروغ کے لئے باقی ضروریات کسطرح پوری کی جا سکتی ہیں۔ جاپانی فرم کمپنی یا حکومت کہاں تک اس شعبے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

نمبر ۴۔ حکومت بلوچستان جاپانی کمپنی کے اشتراک سے ساحلی علاقوں میں مچھلی کی صنعت بڑھانے کے لئے فیکٹری یا پلانٹ لگا سکتی ہے۔

نمبر ۵۔ جاپانی کمپنیاں کن کن آسان شرائط میں ہم سے اشتراک کی صورت میں کاروبار میں ہمارا ساتھ دیں گی۔

نمبر ۶۔ جاپانی کمپنیوں سے مقامی سطح پر کشتی سازی کی بارے میں بات چیت ہو سکتی ہے اگر یہ کاروبار سستا پڑے تو مقامی طور پر علاقے میں کشتی سازی کے کارخانے بھی قائم کئے جا سکتے ہیں جن سے اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد ہمسایہ ممالک میں برآمد کیا جا سکتا ہے۔

نمبر ۷۔ کشتیوں سے متعلق ورکشاپ قائم کئے جا سکتے ہیں۔

نمبر ۸۔ جاپان سے براہ راست انجنوں خریداری بھی ہو سکے گی۔

نمبر ۹۔ اس علاقے میں ایسے ٹیکنیکل اسکول قائم کئے جائیں جس سے ماہر ہنرمند افراد پیدا ہو سکتے ہیں مرکزی حکومت گوادر میں منی پورٹ کے فنڈز صوبائی حکومت کو منتقل کرے اور بلوچستان کے مقامی ایماندار ماہر انجنیئر فنتر نیز جنہوں نے اسکو تعمیر کیا ہے کے ذریعہ اسکو مکمل کیا جائے کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ صوبے کے باہر کے انجنیئرز اس صوبے میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔ نیز اس پراجیکٹ کو فشریز ایگریکلچر یا لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ میں ضم کیا جائے

بہتر یہ ہوگا کہ کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ذریعہ جو اشیاء درآمد کی جاتی ہیں یہ کسٹم کی ڈیوٹی سے مستثنیٰ ہوتی ہیں ۔ گوادر بلوچستان کا ایک اہم اور قدرتی خزانہ ہے مالا مال ضلع ہے یہاں کے غریب ماہی گیر ملک کیلئے قیمتی زرمبادلہ کماتے ہیں حالانکہ انکو ترقی اور ضروری حقوق سے ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ہے ۔

جناب اسپیکر ۔ بلوچستان میں کوآپریٹیو سوسائیٹیز کو اسطرح منظم کیا جائے کہ ماہی گیروں کے لئے جاپانی انجن اور دیگر مشینری درآمد ہو اسکو کسٹم ڈیوٹی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے اس سے نہ صرف غریب ماہی گیروں کی مالی پریشانی دور ہوگی بلکہ یہ صنعت کافی ترقی بھی کرے گی ۔ نیز اس سے زیادہ سے زیادہ روزگار ملنے کی صورت میں بے روزگار افراد کی شرح میں کمی ہوگی ۔ اور ضلع گوادر ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا مجھے امید ہے کہ پسماندہ علاقہ کافی ترقی کرے گا ۔ اس کے ساتھ ہی حکومت بلوچستان کو وسیع زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ ہوگا ۔ اس کے باعث ہمارا صوبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا ۔

جناب اسپیکر ! میری یہ چند تجاویز تھیں جو میرے خیال میں جائز تھی اور تعمیری تنقید بھی تھی ۔ میرے ساتھیوں نے پچھلے فنڈز کے بارے میں بھی کچھ کہا ہے ۔ مجھے کم از کم آمیں سوچا س سے شروع کرنا چاہئیے ۔ اس سے آگے آپ نہیں جائیں گے جس طریقے سے یہ فنڈز استعمال ہوئے اپنے طور پر درست ہوگا کہ یہ جائز استعمال ہوئے ہم یہ نہیں کہتے کہ آیا یہ فنڈز جائز خرچ ہوئے ہیں یا ناجائز خرچ ہوئے ہم سب کہتے ہیں کہ بات ہے حساب دینے کی ۔ ہم نے بہت کچھ دیکھا ہے ۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جناب میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں ایک محکمہ کی ۔ میرے ایک دوست ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں بیٹھا تھا اس نے کہا یار میرا چچازاد بھائی وہ ہر ہفتہ دس دن بعد کراچی جاتا ہے ظلم ہے سامان لانے کے لئے ۔ ڈی سی اسکو جواب میں کہتا ہے تمہارا بھائی تو کمپاؤنڈر ہے انجکشن لگاتا ہے ہم تو اس پر احسان کرتے ہیں ایک بل میں وہ اتنا کما لیتا ہے کہ ہم چھ چھ مہینے بھی

نہیں کما سکتے۔ جناب والا! وہ یہ بات فخر یہ کہتا تھا اسیطرح ایک دفعہ میں نے ایک سرکاری گاڑی دیکھی مجھ جیسا ان پڑھ شخص یہ سمجھ گیا کہ یہ تو سرکاری گاڑی ہے۔ میں نے کہا بھائی یہ سرکاری گاڑی ہے لیکن اس کا ڈرائیور شاید سرکاری ملازم نہیں ہے وہ کہنے لگا یہ تو پاور ہاؤس کا بڑا انجینئر ہے۔ جناب اسپیکر! میرے خیال میں اگر اس شخص کو اگر آپ پانا یا پرزہ لانے کے لئے کہیں گے تو وہ گھوڑا گاڑی لے آئیگا۔ جناب والا! وہ تو انجینئر کی معاون کا کام بھی نہیں کر سکتا۔ اس طرح لوٹ مار ہوتی رہی ہے۔ کچھ تو ایم پی اے نے کیا ہے کچھ انکے چمچوں نے کیا ہے۔ لہٰذا اس کی تحقیقات کروانا ضروری ہے۔

جناب اسپیکر! میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں اسلیئے کہ میری مادری زبان اردو نہیں ہے اگرچہ کچھ پڑھا لکھا ضرور ہوں تاہم مذکر مؤنث میں فرق ہے مجھے معاف کریں۔ جناب والا! اگر میں بلوچی زبان میں بات کروں گا تو غیر بلوچ حضرات کو سمجھنے میں تکلیف ہوگی۔ اس لئے میں جو کچھ اب تک کہتا رہا نیچے دیکھ کر پڑھتا رہا اس سلسلے میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں اس رقم سے کہاں تک کام ہوا ہے۔ تربت مکران گوادر وغیرہ البتہ تربت کے بارے میں تو ڈاکٹر مالک صاحب واقف ہونگے تاہم گوادر کے لوگوں کے لئے کچھ پیسے دیئے گئے ان پیسوں کا پتہ نہیں کیا ہوا۔ مجھے صحیح یاد نہیں غالباً چوبیس پچیس لاکھ کے قریب ہونگے۔ چار پانچ سال گزر گئے ہیں۔ وہاں کے لوگ سب بے چارے اپنی گزر اوقات کرتے ہیں کسی کا رہائشی مکان نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی پونجی جمع کی ادھر ادھر سے اس امید پر کہ مکان مل جائے گا۔ لیکن وہ پیسے چلے گئے۔ مہربانی فرما کر ان لوگوں کو زمین الاٹ کریں گوادر شہر گنجان بن رہا ہے وہاں ایک انچ زمین نہیں مل سکے گی۔ تو یہ پوزیشن ہے وہاں لوگوں کی۔ جناب اسپیکر۔ بجٹ کے سلسلہ میں کچھ تجاویز اور تحریک اپنے علاقے کے بارے میں لایا تھا اپنی گذشتہ تقریر میں جو میں نے سولہ تاریخ کو کی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ ہمارے علاقے کو بالکل

نظر انداز کیا گیا ہے اس بجٹ میں مجھے کچھ نظر نہیں آیا البتہ کچھ نہ کچھ اشارے ہیں
جو میری نظر سے گزرے۔ مثلاً ناریل کے درخت لگانے کی اسکیم بھائی ہم کہتے
ہیں ہمیں اسکول دو، پانی دو، بجلی دو لیکن وہ کہتے ہیں ناریل کھاؤ اس ناریل سے
متعلق مجھے ایک واقعہ یاد آگیا ہے۔ جناب والا! آج سے تقریباً بیس پچیس سال
پہلے کی مثال اسلئے دیتا ہوں کہ میری عمر ہی اتنی ہے اس معزز ایوان میں بعض
ایسے لوگ بھی ہونگے جن کی عمریں پچیس سال ہے۔

جناب والا! میں واقعہ بیان کر رہا تھا پسنی کا بجٹ پاس ہوا اس میں وہاں ناریل
کے درخت اگانے کا پروگرام تھا اخباروں میں آیا بڑا شور شرابا ہوا کہ جی ہم دو سال
کے اندر ناریل کے معاملہ میں خود کفیل ہو جائیں گے۔ اور ہمیں باہر سے یعنی افریقہ
اور سیلون سے ناریل نہیں منگوانا پڑے گا۔ خدا نے ہمیں سب کچھ دیا ہے بہرحال کراچی
کا ایک سادہ لوح تاجر پسنی آیا پہلے تو وہاں رہائشی ہوٹل نہیں ہوتے تھے۔ البتہ اب
تو چھوٹے موٹے ہوٹل ہیں۔ وہ کہنے لگا یہاں ہوٹل نہیں کسی نے کہا بھائی یہ ہوٹل نہیں
تو اور کیا ہے۔ کسی نے کہا آؤ بھائی مہمان خانے میں رہو۔ خیر۔ اس نے بتلایا کہ میں یہاں
سے ناریل خریدنے آیا ہوں کیسا ناریل؟ کہنے لگا۔ اخباروں میں دو سال پہلے آیا تھا کہ
بلوچستان میں کروڑوں روپے کے خرچ سے ناریل کے درخت لگائے گئے ہیں جناب والا!
میں کہتا ہوں اسوقت بھی ناریل کی سوچ رکھنے والا بھی اس سوچ رکھنے والے کا وارث
ہوگا وہ میرے خیال میں ضرور اس کا رشتہ دار ہوگا یا اس کا لڑکا ہوگا۔ کہ اس نے اب از
سر نو وہی پرانا ناریل کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اللہ کے بندو ہمیں ناریل کی کیا ضرورت ہے؟
تاہم ہم ناریل کی مخالفت نہیں کرتے جس چیز سے فائدہ پہنچے ہم اس کی افادیت سے
انکار نہیں کرتے لیکن ہمیں تو پانی کی ضرورت ہے ہم پیاس سے مر رہے ہیں نہیں ناریل

کی درختوں کے لئے فنڈز نہیں بلکہ ترقیاتی کاموں کے لئے فنڈز درکار ہیں ہمارے پاس اسکول نہیں ہیں، کوئی چیز نہیں ہے۔ ایسے مت کرو یار اللہ سے ڈرو اللہ تم کو بھی پوچھے گا۔

جناب اسپیکر! ہمارا ساحل تو بڑا خوبصورت ہے بڑا علاقہ ہے لوگوں کو پسند ہے۔ آجکل یہ بحث چل رہی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں وہاں امریکی اڈے ہیں کچھ کہتے ہیں نہیں ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ وہاں پر امریکی اڈے نہیں ہیں وہ بدنیت ہیں امریکی اڈے ہیں ان کے متعلق وہ اس لئے نہیں کہتے ہیں کہ وہ اس سے مجبور ہیں وہ اس لئے نہیں کہتے ہیں کہ وہ وطن فروش ہیں وہ وطن تو ہمارا ہے ان کا نہیں ہے انکا وطن تو اسلام آباد ہے میں کہتا ہوں کہ وہ اس چیز کے ذمہ دار ہیں اس لئے کہ وہ وطن فروش ہیں وہ بات کو ادھر ادھر چھپاتے ہیں ہمارے نوجوان لوگ کہتے رہتے ہیں کہ وہاں پر امریکی اڈے ہیں کیونکہ انکو اڈوں کی اہمیت معلوم ہے انکے زمانے میں کوئی جنگ عظیم تو نہیں ہوئی ہے وہ تاریخ میں پڑھتے رہتے ہیں کہ جہاں پر اڈے ہوتے ہیں وہاں بمباری ہوئی اس کی مثال ناگاساکی، ہیروشیما کی لے سکتے ہیں کہ ہر سال ایک دن وہ وہاں ایک خاص قسم کی عبادت کرتے ہیں اس بمباری کی وجہ سے۔ جناب والا! وہ تاریخ میں تو پڑھتے رہتے ہیں اور اس خوف سے چلاتے ہیں کہ اس امریکی اڈے کو وہاں سے ہٹاؤ یہ نہیں چاہتے کہ اڈے ہوں۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اڈے نہیں ہیں۔ اڈے ہیں۔ یہ اس وقت سے شروع ہیں جب ایران کا انقلاب آیا ہے ایران کا انقلاب جو ہمارا قبائلی بلوچستان تھا وہاں پر امریکی اڈے تھے اب قبائلی بلوچستان تو اس وقت ایران کے قبضے میں ہے جو ایران سے بارڈر کے ساتھ علاقہ ہے ہم اس کو قبائلی بلوچستان کہتے ہیں پہلے امریکی ایران کے کئی علاقوں شہور اپنورس بندر عباس وغیرہ میں تھے پھر شہنشاہ ایران کے جانے کے بعد وہ آئے۔ تو ہمارے فراخ دل صاحبان جو اسلام آباد میں بیٹھے

ہوئے ہیں انہوں نے کہاکہ آپ انکو چھوڑیں یہ مُلّا ولاہیں جو آئے ہیں وہ تو آپکو اب نہیں چھوڑیں گے آؤ اب ہمارے پاس زمین ہے بہت ہے تو آپ یہاں پہ لے لیں۔ وہ اُٹھ کر وہاں سے آئے ہیں اس لئے یہ بات کہتا ہوں کہ ......

جناب اسپیکر:۔ حسین اشرف آپ سے گزارش ہے کہ اس وقت جو بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اس پر بات کریں آپ موضوع سے ہٹ گئے ہیں ۔آپ بجٹ ۸۸ - ۸۹ء پر صرف بات کریں ۔

واجہ حسین اشرف :۔ جناب والا ! میں اپنے موضوع سے نہیں ہٹا ہوں آپ ہم دل جلوں کی بات سنیں ۔جو ہم کو نہیں دیا گیا ہم وہ مانگتے ہیں جیسے ہمارے دوست صادق صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے جمہوریت کے لئے گیارہ سال قربانی دی ہے جناب اسپیکر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ موضوع بجٹ کا ہے جناب اگر آپ کو ہمارے علاقے عزیز ہیں تو ہمارا حق بھی دو میں اپنے موضوع سے ہٹا نہیں ہوں آپ کو ہمارا علاقہ خوبصورت لگتا ہے تو ہمارے حقوق بھی دے دو ہم لینے کو آئے ہیں لے کر رہیں گے ایسے نہیں چھوڑیں گے ۔جیسا کہ ہمارے دوست نے کہا ہے کہ گیارہ سال کی قربانی دیکر ہم جمہوریت لائے ہیں اور اس جمہوریت کی ہم بات کر رہے ہیں ہم یوسف علی خان مگسی کی بات کر رہے ہیں ۔ہم نے بھی اس دن کے لئے قربانیاں دی ہیں میری بات سنو یار آرام سے سنو ۔

جناب اسپیکر :۔ آپ موضوع بجٹ پر بات کریں اگر آپ صحیح بیان نہیں کر سکتے ہیں تو بلوچی میں بات کریں ۔

واجہ حسین اشرف:- ہاں جناب یہ بہتر ہے آپ نے اجازت دے دی ہے۔

بلوچی تقریر کا ترجمہ۔

جناب والا! میں آپکا مشکور ہوں کہ آپنے مجھے اپنی مادری زبان بلوچی میں تقریر کرنے کی اجازت دی ہے۔ واجہ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کچھ گزارش کروں گا کہ میں اپنے مافی الضمیر کو بیان کر سکوں۔ کیونکہ اردو میری مادری زبان نہیں ہے صرف سرکاری زبان ہے جو دفاتر میں اخبارات میں لکھی پڑھی جاتی ہے۔ جناب والا! پورے بلوچستان کی تاریخ میں ہمارا علاقہ مسلسل نظر انداز ہوتا رہا ہے میں جانتا ہوں کہ موضوع بحث کوئی اور ہے لیکن میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ مسلمان ہونے کی حیثیت سے بکرا عید کیلئے جب بکرا خرید لاتے ہیں تو اس کو دانہ پانی گھاس وغیرہ دیتے ہیں موٹا کرتے ہیں تاکہ پل صراط سے آسانی سے گزر جائے آپ ہمیں بھی دانہ پانی اور دیگر سہولیات دے دیں تاکہ روز قیامت آسانی سے گزر جائیں۔ میں جناب سے عرض کرتا ہوں بجٹ میں تمام آمدنی جو خرچ کر رہے ہیں اس سے آپ ہمارا حصہ بھی دے دیں۔ میں نے آپکا زیادہ وقت لیا ہے معذرت خواہ ہوں مجھے احساس ہے کہ بہت وقت ضائع کیا ہے آپ اور ہم ایک ہی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر بلوچستان کے ساحل پر بمباری ہوئی بھی سہی تو یہ مولانا صاحب کہیں گے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ بہت اچھا دوست تھا مر گیا ہے۔ لیکن تم لوگ بھی نہیں بچو گے ہمارا ساتھ دو ان ظالموں کی مذمت کرو ان ظالموں کے خلاف جنہوں نے جنگ کے لئے ہماری سرزمین کو آماجگاہ بنایا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر:- واجہ حسین اشرف کے بعد میں جناب ایوب بلوچ کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔

محمد ایوب بلوچ: جناب اسپیکر و معزز اراکین اسمبلی : محکمہ خزانہ کے قرطاس ابیض میں بجٹ کی جو خوبصورت تشریح کیگئی ہے اسے مد نظر رکھ کر ہی میں اپنی تقریر آگے بڑھانا چاہتا ہوں بجٹ آمدن و اخراجات کے اس میزانیہ کو کہتے ہیں جس میں مختلف قسم کی سماجی معاشی اور اقتصادی خدمات شامل ہوں اور ان سب کا مقصد عوام کے معیار زندگی کو بڑھانا اور انہیں مختلف انواع و اقسام کی سہولیات فراہم کرنا ہو۔ جناب اسپیکر ! اس جملے میں ایک بات جو سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ بجٹ بناتے وقت غریب عوام ہی کی معیار زندگی کو سامنے رکھا جانا مقصود ہو اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ بجٹ کے دونوں حصے یعنی ترقیاتی اور غیر ترقیاتی حصے اسطرح کی اسکیموں پر مشتمل ہوں جس میں عوام الناس کی زندگی پر براثر پڑے غریب عوام کو روزگار میسر ہو تعلیم و صحت عامہ کی تکالیف کا ازالہ ہو سڑکیں ہوں گی مگر جب ہم ۸۸۔ ۸۹ء کے ترقیاتی پروگرام پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں بیشتر اسکیمیں غیر ضروری نظر آتی ہیں۔؟

جناب اسپیکر ! مجھے یقین ہے کہ بجٹ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی ورق گردانی کے بعد آپ سب حضرات میری تائید کریں گے اب میں ایک چھوٹی سی مثال پیش کروں گا۔ مکران کے ضلع گوادر جہاں پر پینے کا پانی میسر نہیں ہے وہاں پر ناریل کے فارم لگانے پر پیسہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے یہ اس بجٹ کی خوبصورت تشریح کی برعکس ہے۔ بلوچستان ایک غریب صوبہ نہیں ہے اس کے وسائل محدود نہیں۔ لیکن اس وقت اس کے بیشتر وسائل پر مرکزی حکومت کا قبضہ ہے جس

سے اپنے وسائل کو واپس صوبے پر خرچ کرنے کی خاطر تگ و دو کرنا ہے لیکن جب تک مرکز سے ہمیں ہمارے وسائل نہ ملیں اس وقت تک ہمیں احتیاط سے

قدم رکھنا ہوگا - یعنی ہمیں یہ سوچ کر ترقیاتی اسکیمیں بنانا ہونگی کہ ہمارے پاس وسائل کم اور ضروریات زیادہ ہیں اس بات کو جب ہم مدنظر رکھیں گے تو ہمیں بجٹ نہایت سوچ سمجھ کر اس طرح بنانا ہوگا کہ اسکا زیادہ تر حصہ آفیسروں کی غیر ضروری آسائیشوں کلبوں اور جھیلوں کی تعمیرات سیاحوں کی غیر ضروری آرام گاہیں بنانے کی بجائے غریب عوام کی مفلوک الحالی اور ان کی ضروریات زندگی پر خرچ ہو - میری خواہش ہے کہ اس بجٹ میں اس طرح ترمیم کی جائے تاکہ اس کا زیادہ سے زیادہ اثر غریب عوام کی زندگی کی بنیادی ضروریات پر پڑے - اور عوام جس نے ہمیں اپنے ان بنیادی حقوق کی بازیابی کی خاطر یہاں تک پہنچایا ہے - مایوس نہ ہوں بلکہ وہ پچھلے حکومتوں کی دی ہوئی احساس کمتری کی دلدل سے خود کو نہ صرف نکال دیں بلکہ اس حکومت کو اپنا سمجھ کر اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں - والسلام - شکریہ -

جناب اسپیکر :- آج کے اجلاس میں بیشتر ارکان اسمبلی نے تقاریر کر لی ہیں - کل وزراء صاحبان اور وزیر اعلیٰ صاحب تقریر کریں گے -

محمد ہاشم شاہوانی :- جناب اسپیکر! افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حزب اختلاف کے دو اراکین نے بات کی ہے باقی کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے -

جناب اسپیکر : ایسی بات نہیں ہے سب کو بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے سب نے اس بحث میں حصہ لیا ہے -

جناب اسپیکر:۔ اب اجلاس کی کارروائی کل صبح گیارہ بجے تک ملتوی کیجاتی ہے۔

(ایک بجکر بیس منٹ (دوپہر) اسمبلی کا اجلاس اگلی صبح دوشنبہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۸۹ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)